آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ؛ لو تمھیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

Digitized by Khilafat Library

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۴ — بابت ماہ نومبر ۱۹۱۵ء — نمبر ۱۱

مطابق محرم الحرام ۱۳۳۴ھ

چندہ سالانہ — علاوہ محصولڈاک

فہرست مضامین

کامل مذہب	۴۰۱-۴۱۶	آہ! عبد الحی	۴۳۷-۴۳۸
قادیان اور احمدی	۴۱۷-۴۲۹	گوشوارہ	۴۳۹-۴۴۰
موجودہ اناجیل میں تحریف کے چند تازہ نمونے	۴۲۹-۴۳۷	پھر دیکھو ٹائٹل پیج صفحہ (ا) (ب)	

سالانہ جلسے کے متعلق ضروری اطلاع

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

خداوند کریم کے فضل و کرم سے وہ دُور و دراز ملکوں کے بھائیوں کی ملاقات اور بڑی بڑے برکات اور فیوض کے حصول کے ایام یعنی جلسہ سالانہ قریب آگیا ہے اس سالانہ اجتماع کے فوائد مفصل طور پر بیان کرنا میرے خیال میں چنداں ضروری نہیں صرف اتنا تحریر کرنا کافی ہے کہ یہ اجتماع اُس مقدس انسان کا تجویز کیا ہوا ہے جو اس عالم کی تمام تاریکیاں دُور کرنے اور اسلام کی ڈوبتی ناؤ کے بچانے کے واسطے ناخدا بنکر آیا تھا اس لیئے یہ اجتماع اس زمانہ کی تمام زہروں کے واسطے تریاق اور اسلام کے تمام دنیا میں پھیلانے کا ایک ذریعہ ہے جس کے قیام اور بارونق بنانے میں ہم کو اپنے اوقات اور مال اور تمام فوائد کو حتی الوسع قربان کر دینا چاہیئے۔ جہانتک ہوسکے سعی کرنی چاہیئے کہ یہ خدا کے فرستادہ کا تجویز کیا ہوا کام خیر و خوبی سے پورا ہو لیکن میرے خیال میں یہ کام جسقدر ضروری اور اہم ہے اس سال اسی قدر مشکل اور صرف کثیر کو بھی چاہتا ہے کیونکہ قحط کی وجہ سے ہر شئے پچھلے تمام سالوں سے اس سال زیادہ گراں ہے اسلیئے ہر وہ شخص جس نے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ کیا ہے کوشش اور ہمت کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور بہت جلد اس عظیم الشان کام کے شروع کرنیکے واسطے خود اور اپنے گرد و پیش کے احباب سے روپیہ جمع کر کے روانہ کرے تاکہ اشیاء خریدی جائیں اور طیاری شروع ہو جائے کیونکہ ضروری اشیاء کی فراہمی میں جس قدر دیر ہوگی زیادہ خرچ ہوگا نیز وقت پر بعض چیزوں کا ملنا بھی دشوار ہوگا ؛ والسلام

خلیفہ رشید الدین دفتر بیت المال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

کامل مذہب نمبر (۶)

قمزدہ پروفیسر عطاء الرحمٰن صاحب ایم - اے
(انگریزی سے ترجمہ کیا گیا)

اسلام میں عورت کی حیثیت

(گذشتہ سے پیوستہ)

نیک بیوی رفیق ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں شادی کے اغراض کو بیان فرمایا ہے اور اس میں یہ بھی بتایا ہے کہ بیوی کا کیا فرض ہونا چاہئیے چنانچہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں "بیوی کرتے وقت چار امور کا خیال رکھا جاتا ہے اول دولت کا دوم حسب نسب کا سوم حسن کا چہارم تقویٰ کا۔ تم ایک متقی عورت کے حاصل کرنے کی کوشش کرو کیونکہ متقی بیوی اپنے میاں کے لیئے زندگی میں رفیق ہوتی اور تھوڑے پر قانع رہتی ہے"۔

بیوی سے پیار ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں خولہ سے جو اپنے میاں کی شکایت لیکر آئی تھی فرمایا "جو عورت ایک چیز کو دوسری جگہ اس نیت سے اُٹھا کر رکھتی ہے کہ اُس کے میاں کے

گھر کی زینت ہو۔ اللہ تعالیٰ اس عورت کو ایک نیکی سے بہرہ یاب کرتا اور اس سے ایک بدی دور کرتا ہے ...... ایسا ہی جو مرد اپنی بیوی کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ دیکر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے ایک نیکی سے بہرہ یاب کرتا ہے اور جو شخص پیار سے بیوی کی گردن کے گرد بازو ڈالتا ہے اسکی نیکی میں دس گنا اضافہ کیا جاتا ہے۔"

عورتوں کی خوبیاں ایک متفق علیہ حدیث میں آیا ہے کہ ایکدفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کی عورتوں کا ذکر تعریف آمیز الفاظ میں کرتے ہوئے سُنے گئے حضور صلعم نے فرمایا احناہ علیٰ ولد فی صغرہ وارعاہ علیٰ زوج فی ذات یدہ یعنی عورتیں "اپنے بچوں پر جب وہ چھوٹے ہوں بہت ہی مہربان ہیں اور اپنے خاوندوں کی مِلک پر نظر حفاظت رکھتی ہیں۔"

بیہقی نے ایک نہایت عمدہ حدیث نقل کی ہے جس میں حضرت سید المرسلین فرماتے ہیں "چار چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ کسی شخص کو میسر آجائیں تو گویا اسپر دونوں جہان کی برکات کا نزول ہوا ہے اور وہ یہ ہیں اول دل شکر گذار ہو۔ دوم زبان ہمیشہ حمد الٰہی سے آشنا رہنے والی ہو۔ سوم مصائب و آلام میں صبر و تحمل سے کام لینے والا نفس ہو۔ چہارم بیوی ایسی ہو کہ وہ کبھی اپنے میاں کی ذات یا اس کی مِلک کے متعلق عہد شکنی کے جرم کا ارتکاب نہ کرے۔"

شادی کا اصل منشاء احادیث محولہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میاں و بیوی ہر دو سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ باہمی ایکدوسرے کا ہاتھ بٹائیں۔ اپنی اپنے اخلاق و عادات کی خوبیوں سے کام لیکر باہمی خوشی و راحت کا موجب ہوں اور طرفین ایکدوسرے پر اعتماد کرکے گھر کی متفقہ خوشی کا باعث ہوں۔ عورت اپنے میاں پر اپنا نیکی اور آدمیت پیدا کرنیوالا اثر استعمال کرے اور اُسکے مزاج کی کرختی اسکے عادات کی کجی کو اس اثر کے ذریعہ نرم و درست کرے۔ بجواب اسکے مرد کا فرض ہے کہ اپنی بیوی کی تربیت کرے اُسکے اندر اعلیٰ خیالات بلند پایہ جذبات پیدا کرے۔ اور اُسے اُن اوصاف کی تحصیل میں مدد دے جو قدرت نے اُسکے لئے مخصوص کر رکھے ہیں کیونکہ اس باہمی امداد و یگانگت

اور اوصاف متقابل کے خلط و ملاپ کا نتیجہ آخر یہ ہوتا ہے کہ گھر میں ایک یکسانیت اور آرام و راحت و خوشی پیدا ہوجاتی ہے اور دنیا میں جنت ملجاتی ہے۔ یہی شادی کا اصل منشاء ہے اور اسی کے حاصل کرنے کے لیئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم رہنمائی کرتی ہے۔

ایک مغربی شاعر کے خیالات

چونکہ اسلام دینِ فطرت ہے اس لیئے فطرت متقاضی ہے کہ بہترین خیالات خواہ وہ مشرق سے لیئے جائیں یا مغرب سے آئیں ایک ہی ہوں۔ چنانچہ ذیل کی سطور کو ایک مسلمان جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے واقف ہو خوب دلچسپی سے مطالعہ کریگا اور دیکھے گا کہ انگلستان کے ایک ادیب نے کس خوبی سے شارع اسلام علیہ التحیات والسلام کے ارشادات کی ترجمانی کی ہے:

"اگر مَیں اُس سے جو آسمان کے نیچے حسینوں کی سرتاج ہے آمد کی بچت کے لیئے تعلق شادی کروں تو اس وسیع دنیا میں میری ہستی لاشے ہوگی۔ اور مَیں نہ اپنی مرضی کو مرضی بنا سکوں گا نہ اپنے کام کو کام سمجھکر کرنے کے قابل ہونگا اور نہ ہی مَیں اپنی سلطنت میں اپنے تئیں فاتح و مالک تصور کرسکونگا۔

لیکن اگر مَیں اُس سے شادی کے لیئے شادی کروں تو پھر ہم اتفاق و اتحاد کی زندگی بسر کریں گے۔ ہر چیز پر ایک مرضی سے حکومت کریں گے اور ہمیں قدرت ہوگی کہ ہم اندھیری زمین کو روشن کریں اور مردہ دنیا کو زندہ بنائیں"

حضرت نبی کریم صلعم کی چند احادیث

اب ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ان سے اُس حیثیت کی مزید وضاحت ہوگی جو کہ اسلام نے عورت کو عطا کی ہے۔

حضرت ام المومنین میمونہ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری اُمّت میں بہترین مرد وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیئے بہترین ہیں اور بہترین بیویاں وہ ہیں جو اپنے مردوں کے لیئے بہترین ہیں ..... ہر ایک ایسی عورت کے لیئے

ہزار شہیدوں کے برابر ثواب ہے میری اُمت کی عورتوں میں سے بہترین وہ ہیں جو اپنے مردوں کا اُنکے کاموں میں ہاتھ بٹاتی ہیں اور اُن سے ہر ایک بات میں سوائے کسی ایسی بات کے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف ہو ہمیشہ نہایت محبت کا برتاؤ کرتی ہیں - اور اسکے ساتھ ہی بہترین مرد وہ ہیں جو اپنی بیویوں سے اس طرح مہربانی کا سلوک کرتے ہیں جیسا کہ ماں اپنے بچوں سے کرتی ہے - ایسے مردوں میں سے ہر ایک کے لیئے ایکسو شہیدوں کے برابر کا ثواب ہے"

حضرت عمر بن الخطابؓ نے جو بعد میں خلیفۂ ثانی ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ عورت کو مرد سے دس گنا زیادہ ثواب کیوں ملتا ہے؟ اس کے جواب میں حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا "ہیں! کیا تم نہیں جانتے کہ عورت مرد کی نسبت زیادہ ثواب کی مستحق ہے؟ تحقیق اللہ تعالیٰ آسمان پر اُس مرد کا درجہ بلند کرتا ہے جس کی بیوی اُس سے خوش ہو اور اُسکے لیئے دعا کرتی ہو"

ابن ماجہ میں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی سے نہایت مہربان ہو اور میں اپنی بیویوں پر تم سے زیادہ مہربان ہوں"

ابو داؤد و ابن ماجہ میں آیا ہے کہ معاویہؓ نے حضرت نبی کریمؐ سے سوال کیا "بیوی کو اپنے میاں پر کیا حقوق حاصل ہیں؟ اسکے جواب میں حضرتؐ نے فرمایا:-

"جب تم کھاؤ تو اُسے بھی کھلاؤ جب تم کپڑے پہنو تو اُسے بھی کپڑے پہناؤ اُسے طمانچہ مارنے یا گالی دینے سے حذر کرو - بیوی سے سوائے اندرون خانہ کے علیحدگی اختیار نہ کرو"

ترمذی میں ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تحقیق مومنین میں سے اُس شخص کا دین کامل ہے جسکے اخلاق اعلیٰ درجہ کے ہوں اور جو اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ نہایت مہربانی کا سلوک کرے"

پھر اور احادیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "اپنی بیویوں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں خدائے تعالیٰ کا خوف مدِ نظر رکھا کرو کیونکہ وہ تمھاری مددگار ہیں*

* اصل عربی زبان میں فانھن عوان عندکم ہے۔ اب لفظ عوان کا ترجمہ بعض لوگوں نے لونڈی کیا ہے لیکن عون کے معنی مدد ہیں اور مددگار ہی موزوں و مناسب و صحیح ترجمہ ہے۔

تم نے اُنکو اللہ تعالیٰ کی ضمانت پر لیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کلام سے اُسکے ساتھ جائز تعلقات کیئے ہیں"۔

ایک موقعہ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کے اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے "وہ بیوی در اصل قابل تقلید بیوی ہے جو تجھے خوش کرتی ہے جبکہ تُو اُس کی طرف دیکھے تیری اطاعت کرتی ہے جبکہ تُو اُسے کوئی ہدایت دے اور جو کہ تیری عدم موجودگی میں تیری عزت اور مال کی حفاظت کرتی ہے"۔

"دنیا خوشی و راحت کے سامانوں سے بھری ہوئی ہے مگر خوشی کا نہایت فائدہ رساں ذریعہ ایک پرہیزگار و باعصمت بیوی ؎ ہے"۔

"بہشت تیری ماں کے پاؤں کے نیچے ہے"۔

"مسلم مرد اور مسلم عورت ہر دو پر تحصیل علم فرض ہے"۔

مناکحت کی اصل اغراض

بابرکت شادی وہ ہی جو تقویٰ کے لیئے ہو

حضرت شارع اسلام علیہ التحیات والسلام نے شادی کی اصل غرض کو نہایت صاف اور صریح الفاظ میں بیان فرمایا ہے آپ کے نزدیک مرد و عورت کے تعلقات محض جذبات نفسانی کی سیری ہی کے لیئے نہیں بلکہ اولاً مناکحت کی غرض فواحشات و بدکاریوں سے بچنا۔ دوم سلسلہ نسل کا قائم رکھنا ہے اور انہی وجوہات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مناکحت کو تجرد پر ترجیح دی ہے اور تقویٰ بقائے نسل کا ذریعہ ٹھہرایا ہے چنانچہ طبرانی نے ایک حدیث نقل کی ہے جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

"جو شخص کسی عورت سے اُسکے جاہ و مرتبہ کی وجہ سے شادی کرتا ہے وہ اپنی ذلت میں اضافہ کرتا ہے۔ جو شخص کسی عورت سے اُسکے مال کی خاطر نکاح کرتا ہے خدائے تعالیٰ اُسکے افلاس کو بڑھاتا ہے۔ جو شخص کسی عورت سے اُسکے حُسن کی خاطر شادی کرتا ہے خدائے تعالیٰ

؎ "اصل عربی عبارت میں ہے خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ۔

ایسی بیوی کے گھناؤنے پن میں ترقی کرتا ہے۔ اور جو شخص کہ شادی میں آنکھوں کی حفاظت اور قوائے شہوانی کے ضبط کو مدِّ نظر رکھتا ہے اور بیوی کے رشتہ داروں سے مہربانی کے ساتھ پیش آتا ہے خدائے تعالیٰ اس بیوی میں اس مرد کے لیئے برکت رکھتا ہے اور اس مرد میں بیوی کے لیئے برکت ہوتی ہے۔"

شادی عفت کی محافظ ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم کے پاک قلب میں شادی کی جو اصل غرض جاگزین تھی وہ محض تقویٰ و پرہیز گاری تھی اور آپ کی تعلیم میں متواتر فواحش سے بچنے پر زور دیا گیا ہے قرآن کریم کی جو آیات خطبہ نکاح میں پڑھی جاتی ہیں اور احادیث جنہیں نکاح کا ذکر ہے تقویٰ کے تاکیدی احکام سے مملو ہیں۔ تقویٰ وہ چیز ہے جس سے دین کی تکمیل ہوتی ہے اور جو تمام نیکیوں کی جڑھ ہے۔ اور حقیقی طور پر متقی وہی ہے جو عفیف اور صالح ہے۔ اسی لیئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں جسکو ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کیا ہے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے تین شخصوں کی مدد اپنے ذمہ لے رکھی ہے اول وہ جو اپنی آزادی کو خریدنے کی کوشش کرتا ہے۔ دوم وہ جو حفظ عفت* کی خاطر نکاح کرتا ہے۔ سوم وہ جو اللہ کی راہ میں جنگ کرتا ہے۔

شادی سے تکمیل دین ہوتی ہے

ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں "جو شخص شادی کرتا ہے وہ اپنے نصف دین کی تکمیل کرتا ہے اور اس کے بعد بقیہ نصف دین کی تکمیل اسپر منحصر ہے کہ وہ تقویٰ کو مدِّ نظر رکھکر عفیفت زندگی بسر کرے۔"

شادی کی ایک غرض بقائے نسل ہے

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ شارع اسلام علیہ التحیات والسلام کے نزدیک حصول تقویٰ و پرہیزگاری کے علاوہ شادی کی ایک بڑی غرض بقائے نسل بھی ہے چنانچہ حضور صلعم نے فرمایا تناکحو تناسلوا یعنی شادی کرو اور نسل بڑھاؤ۔

⁂ اس حدیث کے آخری حصہ کی اصل عربی عبارت نہایت لطیف اور جامع ہے اور وہ یہ ہے من تزوج امراۃ لم یرد بھا الا ان یغض بصرہ ویحصن فرجہ ویصل رحمہ بارك الله تعالے فیھا و بارك لھا فیه۔

* اصل الفاظ حدیث یہ ہیں والناکح الذی یرید العفاف۔

پھر ایک اور موقعہ پر فرمایا "تزوجوا الودود الولود" یعنی "ایسی عورت سے شادی کرو جو میاں سے بہت محبت کرنے والی اور بچے جننے والی ہو" پھر ایک اور جگہ یہ خواہش ظاہر فرمائی ہے کہ مسلمانوں کے ہاں بہت اولاد ہو تاکہ اہل اسلام کی تعداد میں اضافہ ہو جائے انکی اسقدر کثرت ہو کہ میں اپنی اُمّت کی کثرت پر فخر کروں اس حدیث کے حصہ آخرین کے اصل الفاظ یہ ہیں فانی مکاثر بکم الامم پس ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کے نزدیک شادی کی غرض محض جذبات نفسانی کی سیری نہیں بلکہ منجملہ دیگر اغراض کے ایک غرض بقاو ترقی نسل ہے۔

بیوی رفیق غمگسار ہوتی ہے

چونکہ نیک بیوی مرد کی عزت وعفت کی محافظ اُسکے لیئے حصول تقویٰ و بقائے نسل کا ذریعہ اور اُسکے رنج و راحت میں شریک ہو کر رفیق غمگسار ہوتی ہے اسلیئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کے انتخاب کے وقت بہت احتیاط و حزم کو کام میں لانے کی تاکید فرمائی ہے اور یہاں تک اجازت دی ہے کہ شادی سے قبل دولہا دولہن کو دیکھ بھی لے کیونکہ مبادا ما طابِ لکم کی خلاف ورزی عمر بھر کے آرام و عیش کو منغص کر دے اور شادی کی اصل غرض ہی فوت ہو جائے اور غیر مطبوع رشتہ ہونے کی صورت میں بیوی مونس و محبوب ہونے کی بجائے موجب تکلیف و پریشانی ثابت ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور بیوی کو میاں کے رنج و راحت کی شریک حال اور اُسکے غم و رنج کی رفیق غمگسار تصوّر فرماتے ہیں اور حقیقۃً بات بھی یہی ہے کیونکہ جب مرد بیمار ہو تو سوائے نیک بیوی کے اور کوئی شخص محبت و دلسوزی سے اُسکی خبر گیری نہیں کر سکتا۔ اور اگر وہ گردش زمانہ کا شکار ہو کر نقصان مایہ وشماتت ہمسایہ کا مصداق ہو جائے تو بیوی کے سوا اور کوئی شخص اسکی دلداری اور دلدہی نہیں کر سکتا۔ اور ایسے کڑے و آڑے وقت میں جبکہ ہم نوالہ وہم پیالہ دوست بھی آنکھیں دکھانے لگتے ہیں صرف بیوی ہاں صرف نیک بیوی ہی ہوتی ہے جو میاں کا محبت و خلوص سے ساتھ دیتی اور اُسکے دکھ کو اپنا دکھ اور اُس کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتی ہے۔

حضرت ام المومنین رضؓ خدیجہ کا نمونہ

حوّا کی جن بیٹیوں کو اللہ تعالیٰ نے اوصاف محولہ بالا سے متصف کیا ہے اُنہیں ایک حضرت ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی نہایت موثر الفاظ میں تعریف کی ہے اور ہمیشہ بہت پیار سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

”وہ مجھ پر ایسے وقت میں ایمان لائی جب مجھ پر کوئی ایمان نہیں لایا تھا۔ اُس نے مجھے ایسے وقت میں ایک گھر دیا جبکہ میں بے گھر تھا اور اُس نے مجھے ایسے وقت میں راستباز تسلیم کیا جبکہ سب لوگ مجھے کاذب خیال کرتے تھے۔“

اس حدیث کے علاوہ اور بھی بہت سی ایسی احادیث ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خدیجہ کی صحبت و رفاقت نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ دلشکنی کے وقت حوصلہ اور تکلیف و پریشانی کے وقت دلجمعی و تسلی دی اور اس ذاتی تجربہ سے حضورؐ نے معلوم فرمایا کہ نیک بیوی میاں سے کیسا حق رفاقت ادا کر سکتی اور کس طرح وفادار شاہراہ زندگی پر گلاب کے پھول بچھا دیتی ہے۔ پس یہ ذاتی تجربہ اور نیک بیوی کا سلوک اور طرز عمل ہی تھا جس کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ان اعظم النکاح برکۃ ایسرہ مؤنۃ ؕ یعنی نکاح کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ اس کی وجہ سے تکلیف و دُکھ کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔

سیتا جی کا پتی برت

ہندوؤں میں شری رامچندر جی کی پیاری بیوی سیتا کو پرہیز گاری اور میاں کے ساتھ عہد وفا باندھنے اور پھر اُسے نباہنے کے اوصاف حمیدہ میں ایک نمونہ تصور کیا جاتا ہے اور رامائن میں اس خوبصورتی کے ساتھ نیک بیوی کے فرائض کا بیان ہے کہ ہم اس سے ایک حصہ نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ رانی کیکئی کا جادو چل چکا ہے۔ راجہ جسرتھ بیٹے کو بادل ناخواستہ ۱۴ برس کے بن باس پر جانیکے لئے تیار پاتا ہے۔ اطاعت شعار رامچندر ولیعہد سلطنت کا لباس پہننے کی بجائے سفری گدڑی کو زیب تن کرتا ہے جنک کی حسین و نازپروردہ بیٹی اور اودھیا کے یوراج رامچندر جی کی پاکدامن وفاشعار بیوی سیتا اس انتظار میں کھڑی ہے کہ میاں کا جلوس اسکے محل کے نیچے سے گذریگا

مگر اس جلوس کی بجائے وہ اچانک کیا دیکھتی ہے کہ شہزادہ رامچندر لباس شاہی کی بجائے دلق فقیری اوڑھے اُسکے سامنے کھڑا ہے اور اپنے بن باس پر جانے کا قصد سُنا کر بیوی سے رخصت مانگتا ہے اب سیتا جو جواب دیتی ہیں وہ قابلِ ملاحظہ اور غور ہے سیتا فرماتی ہیں:-

"بیوی کو اپنے میاں کے رنج و راحت میں شریک ہونا چاہیئے اسلیئے میرا فرض ہے کہ مَیں آپکے ساتھ چلوں آپ خواہ کہیں جائیں۔ مجھے آپکے بسوا سورگ میں بھی رہنا پسند نہیں۔ تم میرے بادشاہ میرے رہنما۔ میری جائے پناہ میرے معبود ہو۔ میرا مصمم ارادہ یہی ہے کہ اگر آپ سفر کرتے ہیں تو مَیں آپکے ساتھ ہوں۔ خاردار اور بے راستہ جنگلوں میں مَیں تمھارے آگے آگے چلونگی۔ تاکہ خاردار جھاڑیوں کو پاؤں تلے مسل کر تمھارے لیئے راستہ بناؤں مجھے کوئی تکان محسوس نہ ہوگی۔ جنگل کے کانٹے مجھے ریشمی لباس کے مشابہ معلوم ہونگے بیابان ویرانوں میں تیرے ساتھ پھرنے سے میرے ہزار برس ایک دن کی طرح کٹ جائیں گے اگر میں تیرے ساتھ دوزخ میں بھی رہوں تو یہ حالت مجھے بہشت کی سی راحت معلوم ہوگی"۔

اگر جائز ہوتا تو عورت مرد کو سجدہ کرتی

مذکورہ بالا الفاظ گو سیتا جی کے اصل الفاظ نہیں بلکہ رامائن کے مصنف نے اپنے اعتقاد کے مطابق انکو سیتا کے مُنہ سے کہلوایا ہے تاہم یہ صحیح ہے کہ سیتا نے اپنے میاں کا ساتھ دیا رنج و دکھ میں انکی شریک حال رہی اور گھر میں زندگی بسر کرنے پر جنگل کی پُر صعوبت و مصائب زندگی کو ترجیح دی۔ اور اس طرح پتی پرست کی ایک اعلیٰ اور قابل تقلید مثال پیش کی گو بعض دوسرے اقوال کی طرح سیتا کا یہ قول کہ "تم میرے معبود ہو" مشرکانہ ہے اور مشرک مصنف نے اُسے اپنے رنگ میں اپنے اعتقاد کے مطابق لکھا ہے مگر اس بات سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ اگر غیر اللہ کو سجدہ اور اُس کی عبادت جائز ہوتی تو ایک بیوی اپنے میاں کو سجدہ کرتی اور اُسے معبود ٹھہراتی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں لو کنت امراً احداً ان یسجد لاحدٍ لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن لما جعل اللہ عزوجل علیھن من الحقوق۔ ترجمہ۔ اگر ایک انسان دوسرے کو سجدہ کرنے کا مجاز ہوتا تو مَیں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے مردوں کو سجدہ کریں بسبب اُن حقوق کے جو خدائے بزرگ و برتر نے عورتوں کے ذمہ رکھے ہیں۔

پس اسلام کی رُو سے شادی کی غرض حصول تقویٰ و پرہیزگاری و ترقی نسل اور وفادارانہ رفاقت ہے میاں بیوی کا اور بیوی میاں کی ہمدرد و غمگسار ہو۔

معترضین اسلام اور انکی آنکھ کا شہتیر

مضمون ہذا میں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم سے جسقدر حوالجات دیئے ہیں اُنکے مطالعہ کے بعد ہر ایک سلیم الفطرت انسان کہ اُٹھیگا کہ اسلام پر عورت کی حیثیت کے گرانے کا الزام لگانے والے معترضین حق سے دُور اور راستی سے فاصلہ پر ہیں۔ اُنکے اعتراضات غلط فہمی اور کم علمی پر مبنی ہیں۔ انہیں سے بعض نے محض عورت کو "ٹیڑھی پسلی" سے مشابہت دیئے جانے پر ہی کمڑی کا سا جالا تنا ہے۔ یہ لوگ اعتراض کرتے وقت بھول جاتے ہیں کہ مقدسین مسیحیت نے عورت کی نسبت کیا فتاوی دیئے ہیں اور کس طرح آدم کی معزز بیٹی اور ابن آدم کی ماں بہن اور بیٹی کی ذلت کی ہے۔ مثال کے طور پر ہم ذیل میں صرف دو حوالے دیتے ہیں:۔

اول۔ مقدس برنارڈ فرماتے ہیں "عورت شیطان کا دروازہ۔ جرم کی سڑک۔ اور بچھو کا ڈنگ ہے"۔

دوم۔ مقدس گریگوال کا قول ہے "عورت افعی کا زہر اور اژدہا کا کینہ ہے"۔

پس مناسب تو یہ تھا کہ پیغمبر اسلام کی تعلیم پر اعتراض کرنے والے پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھتے

نبی کریمؐ کا کامل نمونہ

اب ہم دکھا چکے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مناکحت کی کیا غرض تھی اور آپکی نظر میں تعلقات زن و شوہر کا کیا مقصد تھا۔ مگر محض الفاظ اس قدر مفید نہیں ہو سکتے جسقدر کہ الفاظ کے ساتھ نمونہ ہو سکتا ہے اسلام میں یہ خصوصیت ہے کہ شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دنیا کے سامنے ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح موجود ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کا کامل نمونہ اہل اسلام کی رہنمائی کے لیئے موجود ہے۔ دنیا میں بہت سے مذاہب ہیں اکثر کو اخلاقی تعلیم کی عمدگی کا غلو ہے۔ لیکن اگر سوال کیا جائے کہ انسان کی فطرت میں مثال سے فائدہ اُٹھانے کی عادت جاگزین ہے اور تعلیم کی تکمیل کے لیئے نمونہ کی حاجت ہے تو پھر ان مذاہب کا خانہ خالی نظر آتا ہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور تاریخی زندگی اپنی خصوصیت کا سکہ بٹھاتی ہے۔ آپکی زندگی روز روشن کی طرح ہمارے

سامنے ہے نہ صرف عام حالات محفوظ ہیں بلکہ خاص اور بیویوں تک سے تعلقات رکھنے کے حالات خانگی بھی قرطاس و قلم کے سپرد ہو کر ہماری ہدایت کے لئے موجود ہیں۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا چھوٹے سے چھوٹا واقعہ بھی محفوظ ہے اور ہر حیثیت و ہر شاخ زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہماری دستگیری کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالے نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاٰخر و ذکر اللہ کثیرا۔ یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والوں × × × × × × × × × × × × × × × × × اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والوں کے لئے رسول اللہ صلعم کا وجود ایک عمدہ نمونہ ہے۔

آنحضرت صلعم بطور شوہر

اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور شوہر کیسا نمونہ دکھایا ہے بیویوں سے کیسا سلوک کیا ہے اور اپنی تعلیم پر خود کس طرح عمل پیرا ہوئے ہیں آنحضرت صلعم کے معترضین بھی اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کا نمونہ بطور شوہر اسقدر قابل تحسین ہے کہ اسکی نظیر ملنی مشکل ہے۔ مثلاً اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے کہ عربوں میں ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کا رواج ہونے کے باوجود حضرتؐ نے صرف ایک بیوی پر قناعت کی اور ۲۵ برس کی متاہل زندگی کے بعد جبکہ پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا تب آپ نے دوسری شادی کی۔ پھر قابل غور امر یہ بھی ہے کہ پہلی بیوی بیوہ اور عمر میں حضرتؐ سے بڑی تھیں مگر باوجود اسکے آپ کو اُنسے اسقدر محبت تھی کہ اُنکی وفات کے بعد بھی ہمیشہ اُنکو یاد فرماتے رہتے اور جب حضرت خدیجہؓ کا ذکر کرتے تو بہت پیار اور ادب سے کرتے۔ چنانچہ ایک معترض تسلیم کرتا ہے کہ خدیجہؓ کی زندگی میں نبی کریم صلعم کو اُنسے غایت درجہ محبت تھی اور انکے بعد جب کبھی اُنکا ذکر کرتے تو بڑی محبت اور جذبہ الفت کے ساتھ کرتے۔"

حضرت خدیجہؓ سے آنحضرتؐ کی الفت۔

ایکمرتبہ آنحضرت صلعم نے حضرت ام المومنین عائشہ سے فرمایا "خدیجہؓ سے بہتر کوئی اور بیوی کیا ہو سکتی ہے جب لوگ مجھے نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے تو وہ مجھ پر ایمان لائی۔ جب میں مفلس تھا اور دنیا مجھے حقیر جانتی تھی اس وقت اُس نے میری ضروریات کو پورا کیا۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ”مجھے خدیجہؓ کے سوا آنحضرت صلعم کی کسی اور بیوی پر کبھی رشک نہیں آیا حالانکہ وہ پہلے ہی فوت ہو چکی تھیں اور میں نے انکو دیکھا تک بھی نہ تھا۔ حضرت صلعم انکا بڑی محبت و اُلفت کے ساتھ ذکر کیا کرتے تھے اور جب کبھی قربانی کرتے تو گوشت کے حصّے کر کے خدیجہؓ کی سہیلیوں کو بھیجتے بعض اوقات میں تعجب سے پوچھتی۔ یا رسول اللہ! کیا خدیجہؓ دنیا میں بے نظیر عورت تھیں؟ حضرتؐ جواباً فرماتے خدیجہؓ واقعی ایسی ہی تھیں۔ اور مجھے اُن سے اولاد ملی“ (بخاری و مسلم)

دوسری بیویوں سے اُنس

اس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلعم کو عائشہؓ سے بہت محبت تھی لیکن اسکے یہ معنی نہیں تھے کہ آپکو دوسری بیویوں سے انس نہ تھا یا یہ کہ عام سلوک و تعلق میں آپ تفریق روا رکھتے تھے آپ ہمیشہ تمام بیویوں سے یکساں التفات و مہربانی کا معاملہ کرتے اور فرائض خانگی میں بیویوں کا ہاتھ بٹاتے۔ آپکے اُنس کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ ام المومنین میمونہؓ کے ساتھ ملکر نماز پڑھتے وقت آپ اور بیوی صاحب ہر دو نے ایک ہی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ بیویوں کی عزت کا آپ کو اسقدر خیال تھا کہ × × ایک دفعہ حضرت صوفیہؓ کو اونٹ پر سوار کرانے کے لیئے آپنے انکا پاؤں اپنے گھٹنے پر رکھوا کر انہیں سوار کرایا! آپ بیویوں کے ساتھ ملکر کھانا کھاتے۔ کبھی کبھی کسی بیوی کو خوش کرنے کے لیئے پانی کے کوزے میں اُسی جگہ منہ لگا کر پانی پیتے جہاں منہ لگا کر بیوی نے پانی پیا تھا۔ گاہ گاہ آپ اپنی بیویوں سے پاک مذاق بھی کر لیا کرتے۔ ایک دفعہ آپنے حضرت ام المومنین عائشہؓ کے ساتھ دوڑ کی اور بیوی صاحبہ کو پہلے تو آگے نکل جانے کا موقعہ دیا بعد میں خود دوڑ کر آگے نکل گئے۔ کبھی آپ کسی بیوی کی گود میں بیٹھتے اور قرآن کریم تلاوت فرماتے۔ اس طرح بہت سی محبت و اُنس کی باتیں ہیں جن کا احادیث میں ذکر ہے۔ ان تمام باتوں پر نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ برگزیدہ انسان تصنع و بناوٹ و ظاہر داری سے پاک تھا یہ فرشتہ سیرت رسول سادگی کے رنگ سے رنگین تھا اور باوجود نبی۔ رسول اور عرب کا بادشاہ ہونیکے وہ سادگی و صفائی سے کام لیتا اور بیویوں سے ایسا اُنس کرتا جو خدائے تعالیٰ کی شریعت نے عورت کی عزت بحال کرنے کے لیئے حکم فرمایا تھا۔

عورت کا ذکر قرآن کریم میں

ذیل میں ہم قرآن کریم سے چند آیات نقل کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب نے عورتوں کے متعلق کیا احکام دیئے ہیں اُمید ہے کہ ان آیات کا مطالعہ ناظرین پر اس امر کا پورا انکشاف کر دیگا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور آپ کا پاک طرز عمل احکام الٰہی کے مطابق اور منشائے ایزدی کے ماتحت تھا۔

عورتیں موجب تسکین ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سورہ روم رکوع ۳ میں فرماتے ہیں :-

ومن اٰیٰتہٖ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ؕ ان فی ذٰلک لاٰیٰتٍ لقومٍ یتفکرون ۝ یعنی "اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ نشانی ہے کہ اُس نے تمہارے لیئے تمہاری جنس میں سے جوڑے پیدا کیئے تاکہ وہ تمہاری تسکین کا موجب ہوں پھر تمہارے درمیان محبت اور پیار پیدا کیا"

اس آیت کے ترجمہ میں بعض لوگوں نے غلطی کھائی ہے چنانچہ مسٹر راڈول نے اپنے انگریزی ترجمہ میں لتسکنوا الیھا کا ترجمہ "تاکہ تم اُنکے ساتھ رہو" کیا ہے۔ مگر یہ غلطی ہے کیونکہ لتسکنوا کے بعد الٰی آنے سے اسکے معنے تسکین قلبی ہوتے ہیں اور یہی حضرت امام رازیؒ نے بھی اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

امام رازیؒ کی تشریح حضرت امام رازیؒ فرماتے ہیں یقال سکن الیہ للسکون القلبی ویقال سکن عندہ للسکون الجسمانی لان کلمۃ عند جاءت لظرف المکان وذٰلک للاجسام والٰی للغایۃ وھی للقلوب۔ سکن الیہ سکون قلبی کے لیئے استعمال ہوتا ہے اور سکن عندہٗ سکون جسمانی کے لیئے۔ کیونکہ عند ظرف زمان ہے جسکا تعلق اجسام سے ہوتا ہے۔ اور الٰی حرف غایت ہے جو قلوب کے لیئے آتا ہے۔

پس اس آیت مجید کے الفاظ لتسکنوا الیھا کے معنی یہ ہوئے کہ بیویاں تمہاری تسکین قلبی رنج وراحت میں شریک ہونے اور رفیق غمگسار بننے کی غرض سے ہیں۔

عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں سورہ بقرہ رکوع ۲۸ میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں نساءکم

حرثٌ لکم فأتوا حرثکم انّٰی شئتم۔ وقدّموا لانفسکم۔ واتّقوا اللّٰہ واعلموا انکم مُلٰقوہ وبشّر المؤمنین ۰ ترجمہ۔ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں پس اپنی کھیتی میں جیسے جی چاہے جاؤ البتہ اپنے نفس کے لیئے آگے کی تدبیر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ جان رکھو اکہ تحقیق تم کو اُس سے ملنا ہے اور خوشخبری دیدو مومنوں کو۔

اب اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے شادی کی ایک غرض بیان فرما دی ہے اور بیویوں کو کھیتی سے مشابہت دیکر ظاہر کر دیا ہے کہ شادی کی غرض ترقی و بقائے نسل ہے۔

مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ

سورہ بقرہ کے رکوع محولہ بالا ہی میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجۃ واللّٰہ عزیز حکیم۔ ترجمہ۔ شوہروں پر بیویوں کے تمام اچھی چیزوں میں ایسے ہی حقوق ہیں جیسا کہ شوہروں کے بیویوں پر ہیں کیونکہ مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

یہاں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس آیت کریمہ میں نہ صرف شوہر و بیوی کے حقوق کی مساوات کا اظہار فرمایا ہے بلکہ ایک نہایت لطیف پیرایہ میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ عورت بوجہ اپنی کمزوری کے مرد پر زیادہ حقوق رکھتی ہے چنانچہ حضرت امام رازیؒ اس آیت کی تفسیر کرتے وقت لکھتے ہیں وکان معنی الاٰیۃ انہ لاجل ما جعل اللّٰہ للرجال من الدرجۃ علیھن فی الاقتدار کانوا مندوبین الی ان یوفوا من حقوقھن اکثر۔ یعنی اس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر تحکم میں کوئی درجہ نہیں دیا بلکہ وہ پابند کیئے گئے ہیں کہ عورتوں کے حقوق کو بڑھکر پورا کریں۔

پس علیھن درجۃٌ کا مفہوم یہ ہے کہ نگہداشت حقوق و تعمیل فرائض میں طاقتور مرد پر بمقابلہ خوبصورت عورت کی نسبت زیادہ ذمہ داریاں عائد ہیں۔

مرد و عورت دونوں کو یکساں اجر ہے

سورہ نساء رکوع ۱۸ میں خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں ومن یعمل من الصّٰلحٰت من ذکرٍ او انثٰی وھو مومن فاولٰئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا ۰ یعنی جو نیک عمل کریں

خواہ مرد ہوں یا عورتیں پھر وہ مومن بھی ہوں وہ جنت میں داخل ہونگے اور اُن پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ کیا جائیگا۔"

اسی طرح سورہ احزاب رکوع ۵ میں فرماتے ہیں۔ ان المسلمین والمسلمٰت و المؤمنین والمؤمنٰت والقٰنتین والقٰنتٰت والصّٰدقین والصّٰدقٰت والصّٰبرین والصّٰبرٰت والخٰشعین والخٰشعٰت والمتصدقین و المتصدقٰت والصائمین والصّٰئمٰت والحٰفظین فروجھم والحٰفظٰت والذّاکرین اللہ کثیراً والذکرات اعد اللہ لھم مغفرۃً واجراً عظیماً ۵ یہی مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں مومن مرد اور مومن عورتیں عبادت کرنے والے مرد اور عبادت کرنے والی عورتیں راستباز مرد اور راستباز عورتیں۔ صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں خدا سے ڈرنے والے مرد اور خدا سے ڈرنے والی عورتیں۔ خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں۔ روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے خدائے تعالیٰ کی پناہ اور بڑا اجر ہے۔

یہ آیت کریمہ خصوصیت سے قابل غور ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو ساتھ ساتھ رکھا ہے اور بڑی صفائی سے ظاہر فرمایا ہے کہ اعمال صالحہ کے نیک نتائج اور اجور میں مرد و عورت یکساں ہیں۔

بیویوں سے نفرت نہ کرو

سورہ نساء رکوع ۳ میں ارشاد باری ہے عاشروھنّ بالمعروف فان کرھتموھنّ فعسٰی ان تکرھوا شیئاً ویجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً ۵ یعنی اپنی بیویوں سے نیک سلوک کرو نفرت نہ کرو۔ اگر بالفرض وہ تمکو پسند نہ آویں تو بھی یاد رکھو کہ ممکن ہے جس چیز کو تم ناپسند کرتے ہو اُسی میں اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیئے بہت خوبیاں رکھی ہوں۔

اس ارشاد سے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو جلد بازی اور تنگ مزاجی سے منع فرمایا ہے اور تاکید فرمائی ہے کہ اگر بیوی کی کوئی بات یا شکل تمھیں غیر مطبوع معلوم ہو تو نرمی و درگذر سے

کام لو کیونکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس بات کا اچھا نتیجہ نکالے یا اُسی ناپسندیدہ صورت کے پیٹ سے خداوند تعالیٰ تمھیں پسندیدہ و خوبصورت اولاد دیدے۔

عورتوں کو وراثت کے حقوق حاصل ہیں

مقدس اسلام نے عورت کی حیثیت کو اسقدر بڑھایا ہے اور اُس کے حقوق کی اس قدر نگہداشت کی ہے کہ نہ صرف اُسے وراثت کا حقدار ٹھہرایا ہے بلکہ اُس کی جُداگانہ جائداد کی اجازت اور پھر اس جائداد کی حفاظت تک کے احکام صادر فرمائے ہیں اِرحی اور تو اور خود میاں کو حکم ہے کہ بیوی کی جائداد پر اُسکی اجازت کے بغیر تصرّف نہ کرے۔ چنانچہ ارشاد باری ہوتا ہے یاَیُّها الذین اٰمنوا لایحل لکم ان ترثوا النّساء کرھا (سورہ نساء رکوع ۳) یعنی اے ایمان والو تمھارے لیئے یہ حلال نہیں کہ تم اپنی بیویوں کی مرضی کے خلاف اُنکے مال کے وارث بن بیٹھو۔

عورت کی جائداد کو اس طرح محفوظ و مصئون کرنے کے بعد اب ملاحظہ ہو۔ شریعت اسلام عورتوں کو کس طرح وراثت کی حقدار ٹھہراتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

للرجال نصیبٌ مما ترك الوالدٰن والاقربون
وللنّساءِ نصیبٌ ممّا ترك الوالدٰن والاقربون
ممّا قل منه او کثر نصیبا مفروضا ہ

ترجمہ۔ جو مال و اسباب والدین یا قریبی رشتہ دار چھوڑ مریں اُس میں مردوں کے لیئے حصّہ ہے اور ایسا ہی جو کچھ والدین یا اقرباء چھوڑ مریں اس میں عورتوں کے لیئے حصّہ ہے تھوڑا ہو یا بہت بہر حال اُنکے لیئے مقررہ حصّہ ہے۔ (نساء رکوع ۱)

آگے اسی سورۃ میں مقررہ حصص کی تفصیل ہے اور اس سورۃ کو یعنی سورہ نساء کو عورت کے نام سے موسوم کرکے پھر اُس میں عورتوں کے حقوق کا ذکر فرما کر ذات باری نے دکھا دیا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کا دین کس طرح سے کامل ہے۔ اللّٰھم صل علٰی محمد وعلیٰ اٰله وخلفائه اجمعین وبرحمتك یاارحم الراحمین ٭

Digitized by Khilafat Library

قادیان اور احمدی

ذیل میں ہم اپنے ایک نئے بھائی چودھری ابو الہاشم صاحب - ایم - اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس قسمت ڈھاکہ کے ایک انگریزی مضمون کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوگا کہ آپ اس سلسلہ میں کیا دیکھکر اور کیوں داخل ہوئے ہیں برادرم مولوی مبارک علیصاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی نے آپکو سلسلہ کی طرف بعینہ اُسی طرح تحریک کی جس طرح اب وہ خود مضمون ذیل میں دوسروں کو دعوت دے رہے ہیں۔ دل میں صدق تھا فوراً تحقیق شروع کر دی اور دسمبر گذشتہ میں جو قادیان آئے حالات من وعن بچشم خود دیکھے تسکین پائی اور بیعت کر گئے اب بفضل خدا اخلاص کا ایسا نمونہ دکھاتے ہیں کہ خدا ہر نئے احمدی کو نصیب کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعوت میں برکت اور آپکو جزائے خیر دے - آمین (ایڈیٹر)

"او حبیب بے روح اور فائدہ حقیقی سے دُور دنیا۔ تُو سُنتی ہے مگر اپنا طریق نہیں چھوڑتی۔ سُن۔ کہ بڑے زور سے خدا کا کلام آیا ہے اور ایک بڑے پیشرو نے اپنا جھنڈا کھڑا کیا ہے۔ کیا تیرے لب نہیں ہلتے کہ اُسکا خیر مقدم کرے۔ آہ۔ انسان تو گناہ کی تاریکی میں اندھا ہے۔ مگر خدا کا کلام طمانیت بخشتا ہے اسکے بغیر جو شخص اپنے اندرون پر نظر ڈالتا ہے کچھ نہیں دیکھتا۔" (آرنلڈ)

قادیان ایک خاص وسعت کا گاؤں ہے جو امرتسر سے پٹھانکوٹ جانیوالی ریلوے لائن کے سٹیشن بٹالہ سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اگر ایک شخص کلکتہ سے بذریعہ ایسٹ انڈین ریلوے چلے تو پہلے انبالہ پھر امرتسر ریل بدلنا پڑتی ہے۔ اور بٹالہ سے قادیان تک ۱۰ میل اِکہ میں جانا ہوتا ہے۔ اس گاؤں میں ہندو۔ سکھ۔ اور مسلمان رہتے ہیں مسلمانوں کی اکثر آبادی حضرت مسیح موعودؑ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی پیرو ہے جن کی بعثت سے موجودہ اسلام میں عظیم الشان تجدید کا سامان ہو گیا ہے۔ آپ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے

بیٹھے ہیں جن کا خاندان ایک قدیم خاندان تھا اور اس موضع کے گرد و نواح کی بہت سی جاگیر انکی ملکیت میں تھی اور یہ گاؤں قادیان اُس جاگیر کا صدر مقام تھا۔ پنجاب میں جب سکھوں کا زور ہوا تو اُنہیں اپنی جاگیرات سے خارج کر دیا گیا لیکن سلطنت انگریزی کے آغاز ہی میں اس جاگیر کے بعض حصے اُنکو واپس مل گئے۔ اور اس طرح مرزا غلام مرتضیٰ صاحب ایک متوسط درجہ کے رئیس کی زندگی بسر کرنے لگے آپ ۱۸۳۶ء کے قریب پیدا ہوئے۔ بچپن سے آپ کی طبیعت الگ تھلگ رہنے کی طرف مائل تھی۔ بڑے ہو کر آپ اپنا وقت عبادت الٰہی و مطالعہ میں صرف کیا کرتے تھے۔ معاملات دنیاوی میں پڑنے سے طبیعت کو کوئی لگاؤ نہ تھا۔ مگر خوش قسمتی سے گھر کی جائداد ذریعہ معاش کی جستجو سے مستغنی رکھنے کے لیئے کافی تھی اور اس طرح آپ کو عبادت اور ذکر الٰہی میں لگے رہنے کا موقع ملتا رہا حتٰی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے بذریعہ الہام کلام فرمایا ان الہامات کا ایک مجموعہ سب سے پہلے آپ نے براہین احمدیہ میں شائع فرمایا ہے الہامات کا سلسلہ برابر بڑھتا گیا حتٰی کہ آپ نے ۱۸۸۵ء میں اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس زمانہ کے لیئے مجدد منتخب فرمایا ہے بعد ازاں ۱۸۹۱ء میں آپ نے مسیح موعودؑ ہونے کا دعویٰ فرمایا یعنی وہ نبی آخر الزمان جسکی آمد کا انتظار ہر مذہب و ملت کے لوگ مختلف ناموں کے ساتھ کر رہے تھے۔ کیونکہ تقریباً ہر الہامی مذہب میں اس زمانہ کی عام گمراہی و ضلالت سے بچانے کے لیئے ایک نبی کے آنےکی پیشگوئی موجود ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ مرتبہ محض خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت و فرمانبرداری کی بدولت ملا ہے اور میرا فرض ہے کہ میں اسلام کو اُس اصل شان پر پہنچاؤں جس میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تعلیم دی ہے اور اُسکے چہرہ صافی کو اُن آلائشوں سے پاک کروں جو بعد زمانہ کے زوائد سے اُسپر چھا گئی اور اُس کی اصلی روشنی کو مکدر کر رہی ہیں اور لوگوں کے سامنے نمونہ پیش کروں کہ اسلام کی سچی اطاعت میں جینا اور مرنا کب ہوتا ہے۔ و نیز اُسکی عظمت تمام دیگر مذاہب عالم پر ثابت کروں۔ دوسرے پیغمبروں کی طرح آپ خوشی و خوف دونوں کی خبریں سُناتے تھے اسلیئے ضروری تھا کہ اور نبیوں کی مانند آپکی مخالفت بھی ہر طرف سے کی جائے۔ چنانچہ آپ کے

دعویٰ پر علمائے اسلام کو ہی غصہ نہیں آیا بلکہ عیسائی پادری اور ہندو پنڈت بھی طیش میں آئے کیونکہ اُن سب کی عظمت اس دعویٰ سے باطل ہوتی تھی اور اُنکے بہت سے خود ساختہ خیالات ناکارہ ٹھیرتے تھے۔ ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ و نیز سب نے متفق ہوکر آپکو روکنا چاہا لیکن آخر انجام وہی ہُوا جو ایسے جھگڑوں کا ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ وہ تنہا شخص جسکے ساتھ خدا تھا تمام اُن لوگوں پر غالب آیا جو نہیں سمجھتے تھے کہ ہم کن امور پر اور کس سے جھگڑ رہے ہیں آپ کامیاب ہوئے اور وفات سے پہلے چار لاکھ انسانوں کو اپنا دعویٰ قبول کرتے ہوئے دیکھا جو افغانستان پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے صوبوں اور ریاستوں اور عرب تک کے باشندے ہیں۔ مریدوں کی تعداد ہی آپ کی کامیابی کا معیار نہیں ہے بلکہ آپنے فی الحقیقت کسر صلیب کا عظیم الشان کام انجام دیا جبکہ اپنے لیکچروں۔ کتابوں۔ رسالوں کے ذریعہ بخوبی طور پر ثابت کر دیا کہ عیسائیوں کے اس عقیدہ کی کہ عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر اپنی جان انسانی گناہ کے کفارہ میں قربان کی اور بعد ازاں پھر زندہ ہوکر آسمان پر اُٹھائے گئے کوئی بنیاد نہیں۔ ایسا واقعہ کبھی وقوع پذیر نہیں ہُوا ؟

نیز آپنے یہ بھی ثابت کر دیا کہ موجودہ سکھوں کی قوم کے گرو یعنی حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ اصل میں ایک مسلمان تھے پھر آپنے دیگر مذاہب کی غلطیاں بیّن طور پر واضح فرما دیں جو آپکی تصنیفات پڑھ کر ہر شخص معلوم کرسکتا ہے ساتھ ہی آپنے یہ ثابت کیا کہ صرف خالص اسلام ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم دی ہے ایک مذہب ہے جو خدا تک پہنچنے کی راہ دکھاتا ہے یہ وہ مقدس انسان تھا اور اس قسم کے اُس کے دعاوی تھے۔ جو دنیا میں آیا اور چلا گیا۔ مگر دنیا کو اپنی راحت و آرام کے سامان کی فراہمی میں صنعت و تجارت کی نئی کوششوں اور منصوبوں نے ایسا مصروف کر رکھا ہے کہ وہ اپنے دل و دماغ کی تمام قوتوں کو انبار پر انبار ذخیرہ حرص و آز کے جمع کرنے میں لگا رہی ہے ؛

اس عظیم الشان دعویٰ رکھنے والے انسان نے ۱۹۰۸ء میں وفات پائی ہے اور

افسوس ہے بہت کم دنیا نے اُسپر توجہ کی۔ آپ کا ایک الہام ہے" دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا مگر خدا اُسکو قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا"۔ چنانچہ آپکی وفات کے بعد ایک سلسلہ آفات وعذاب الٰہی کا شروع ہو گیا ہے تاکہ خدا کی بات پوری اور موعودہ نبی کی سچائی ظاہر ہو جائے آپکے بعد آپکی جماعت نے حضرت مولوی حکیم نور الدینؓ کو خلیفہ منتخب کیا۔ اُنہوں نے سنہ ۱۹۱۴ء تک اس جماعت کی رہبری کی۔ معلوم ہوتا ہے آپکی خلافت میں اندرونی انتظام جماعت پر بہت توجہ کی گئی۔ ایک نفیس ہائی سکول مع ایک وسیع بورڈنگ ہاؤس و مسجد کے ایک عربی مدرسہ۔ دو صنعتی کلاسیں اور مردوں اور عورتوں کے لیئے علیحدہ علیحدہ درس قرآن کا ایک روزانہ سلسلہ ظاہر کرتے ہیں کہ اُنکو تعلیم کا کسقدر خیال تھا۔ اُنکی وفات پر جماعت احمدیہ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو خلیفۂ ثانی منتخب کیا جو حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسر چہارم ہیں۔ آپ کی عمر ۳۰ سال سے کم ہے گورا رنگ۔ میانہ قد۔ نازک بدن۔ روشن اور وسیع پیشانی۔ باریک لب۔ گنجان ریش نیم باز ہمیشہ نیچی نظر رکھنے والی آنکھیں۔ پُر حیا۔ اور خلوت پسند عادات۔ یہ حالات ہیں اُس شخص کے جسکے ہاتھ میں آجکل اس جماعت کی رہنمائی ہے۔ خدا کے فضل سے مجھے کئی دفعہ اُنسے نیاز حاصل کرنے اور اُنکے لکچر سُننے کا موقع ملا۔ خدا کے فضل سے انکے کئی دروس قرآنی میں بھی حاضر ہُوا ہوں۔ وہ نہایت باریک بین و صائب رائے۔ اور غائر نظر رکھنے والے شخص ہیں اور اپنی ذمہ واریوں کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ وہ اپنی جماعت سے بڑی محبت کرتے اور اُسکی بڑی خیر خواہی اپنے دلمیں رکھتے ہیں۔ اُنکے طریق سادہ۔ اور اطوار مخلصانہ اور محبوبانہ ہیں۔ اُنکو نہایت منہمک رکھنے والی اُنکی صرف یہ خواہش ہے کہ خدمت و تبلیغ اسلام ہو۔ اور دنیا میں ہر انسان کے دروازہ تک صداقت اسلام پہنچ جائے۔ اس عظیم الشان کام کے لیئے اُن کے مطمئن اور کامیابی کا یقین رکھنے والے دل میں بڑا جوش ہے اس بڑے کام میں وہ نہایت عزم و تندہی سے اپنی تمام جماعت کو لیئے ہوئے اس طرح مصروف و محو ہیں کہ ایک دیکھنے والے کو حیرت ہوتی ہے۔

قادیان جانے پر اس نئی جماعت کی جس بات کا سب سے زیادہ اثر ہوتا ہے وہ وہاں کی نہایت گہری مذہبی زندگی ہے۔ انکی تین مسجدیں ہیں جن میں سے ایک میں حضرت خلیفۃ المسیح خود نماز پڑھاتے ہیں۔ مَیں نے تینوں میں نمازیں پڑھی ہیں۔ نماز یہاں دوسری جگہوں کی طرح رسمی طور پر غیر زبان میں الفاظ کا دوہرانا نہیں ہوتا۔ یہاں لوگ سمجھتے ہیں جو کچھ کہ نماز میں وہ زبان سے پڑھتے ہیں۔ اور الفاظ کا اثر برابر دل میں ہوتا ہے۔ انکی آنکھیں پُر آب ہو جاتی ہیں۔ سجدہ نسبتہً زیادہ لمبا ہوتا ہے۔ اور مقررہ قرأت سے دعا پڑھنے کے بعد لوگ اپنی زبان میں بھی اپنے خالق کے سامنے تضرع وزاری سے دعا کرتے ہیں۔ تمام مرد پانچوں وقت مسجدوں میں ہی نماز پڑھتے ہیں جمعہ کی نماز بڑی مسجد میں ہوتی ہے جس کو مسجد اقصیٰ کہتے ہیں مجھے دو جمعہ پڑھنے کا اتفاق ہوا یہ نمازیں بھی حضرت خلیفۃ المسیح کے اقتداء میں ہوئیں۔ خطبہ قرآن شریف کی کچھ آیات پڑھنے کے بعد اُردو میں سنایا گیا جو اصل میں جماعت کے لیئے ضروری امور پر ایک اہم تقریر تھی۔ اور اسطرح یہ خطبہ ان رسمی اور کتابی خطبوں سے بالکل الگ تھا جو بلا کمی بیشی کے ہر جگہ ہمیشہ دوہرائے جاتے ہیں۔ یہ خطبہ بھی لوگوں کے لیئے انذار و تبشیر سے پر تھا اُنہیں بتایا گیا تھا کہ اُنکو کن چیزوں سے ڈرنا اور کن چیزوں کی اُمید رکھنی چاہیئے۔

غرض یہاں مذہب ایک زندہ ہستی رکھتا ہے اور ایک مردہ رسم کا نام نہیں ہے۔ یہاں کے لوگ اپنے گھروں میں بھی اکثر وقت مذہبی امور کے پڑھنے اور پڑھانے میں صرف کرتے ہیں۔ مَینے ایک چھوٹے دوکاندار کو دیکھا کہ وہ اپنے دو ہم پیشوں کو قرآن شریف پڑھا رہا تھا۔ جب گاہک آتے تو وہ انکو سودا دیدیتا اور پھر اپنے کام یعنی درس قرآن شریف میں لگ جاتا۔ میرے کمرہ کے سامنے ایک بڑھئی کام کر رہا تھا۔ مَینے سُنا کہ وہ آہستہ آہستہ کچھ گنگنا رہا ہے جب مَینے غور کیا تو معلوم ہوا کہ قرآن شریف کا ایک حصہ پڑھ رہا تھا۔ صبح تڑکے مَینے ایک فقیر کو دیکھا جو کچھ گاتا ہوا جا رہا تھا وہ ایک مسیح موعودؑ کی غزل تھی۔ ایک ضعیف شخص سے جب مَینے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ حالات سُنانے کے لیئے کہا تو وہ اسوقت واقعی طور پر ٹھنڈی سانسیں بھرنے اور رونے لگا۔ یہاں کے لوگ طیار رہتے ہیں کہ خدا کی

رضامندی کے لیئے ذرا سی بھی کوئی خدمت ملجائے تو اسکو انجام دیں جب ہم قادیان پہنچے تو رات ہو گئی تھی تنگ گلیاں کیچڑ سے بھری ہوئی تھیں کہ بغیر روشنی کے چلنا خطرہ سے خالی نہ تھا۔ ایک دوکاندار ایک دھندلی لالٹین لیئے ہوئے گذر رہا تھا جس کا مکان وہاں سے کچھ فاصلہ پر واقع تھا اُس نے ہم کو کھڑا دیکھکر سمجھ لیا کہ ہم روشنی نہ ہونیکی وجہ سے کھڑے ہیں اور باوجود ہمارے اصرار سے انکار کرنیکے اُس نے ہم کو اپنی لالٹین دے ہی دی۔ وہ ایک افغان تھا۔ یہاں ان لوگوں کی ایک خاص تعداد ہے جو اپنے وطن اہل وطن کے مظالم سے بچنے کے لیئے چھوڑ آئے اور یہاں بس گئے ہیں۔ بظاہر پھٹے کپڑے۔ ناہموار صورت۔ بھدی شکل اور کرخت آواز کے آدمی نظر آئیں گے مگر جب بات کرو تو فوراً معلوم ہو گا کہ انکے دل تو بچہ کی طرح نرم اور محبت سے بھرے ہیں۔ اُن میں دنیا کے درجوں کا کوئی فرق باقی نہیں رہا اور نہ کسی رسم کے وہ پابند ہیں۔ تم کو بچہ کی طرح گلے لگائیں گے اور اپنی جذبات سے بھری باتیں تم کو بلا تکلف سنائیں گے۔ بعض بہت چھوٹی چھوٹی دوکانیں لگائے ہوئے ہیں جو انکی آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ بنگال میں تو یہ دوکانیں نان شبینہ کے لیئے بھی کافی نہ سمجھی جائیں۔ لیکن وہ خوش وخرم ہیں اس خیال سے کہ مقام مسیح کے تو قریب ہیں۔ اصل میں انکی معاشرت ہی بدل گئی ہے۔ قومیت اور مدارج کی ہستی اُنکے درمیان سے نیست ونابود ہو چکی ہوئی ہے مساوات اور اخوت جس پر اسلام کو فخر تھا اور جسکو موجودہ مسلمان کھو چکے تھے انہوں نے پھر حاصل کر لی ہے۔ یہاں عزت تقویٰ کے ساتھ سمجھی جاتی ہے۔ میرے سامنے دس نکاح ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ جن لڑکے لڑکی میں نکاح ہوا انکے والدین آپس میں دنیاوی حیثیت سے ایسے مختلف درجہ کے لوگ تھے۔ کہ ہمارے ملک میں تو ایسے مختلف الحیثیت لوگوں کے درمیان رشتہ نکاح قائم کرنا مناسب ہی نہ سمجھا جائے۔ مگر یہاں اس طرح عزت میں فرق آنے کا کسی کو خیال بھی نہیں ہے۔ مہر یہاں شوہر کی آمدنی کے مطابق اور اسلیئے بہت کم ہوتے ہیں عام طور پر میں نے دو سو اور تین سو کی شرح دیکھی۔ برخلاف اور مسلمانوں کے رواج کے یہاں پر کوئی اتنا بڑا مہر نہیں ہوتا کہ شوہر نہ ادا کر سکے اور نہ ادا کرنیکا ارادہ رکھے عقد نکاح کی رسم نہایت سادہ اور موثر ہے جسمیں ذرا بھی خرچ کا بار اٹھانا نہیں پڑتا

یہاں کوئی جلوس اور تماشہ نہیں اور نہ کوئی بڑے پیمانہ پر دعوت دینی پڑتی ہے۔ اکثر شادیوں میں مَیں نے دیکھا کہ دولہا اپنے روزانہ معمولی کپڑوں میں ظہر کی نماز مسجد میں پڑھنے آیا اور اسی طرح دُلہن کا ولی بھی وہاں موجود تھا جب نماز ختم ہوگئی خلیفہ نے اعلان کیا فلاں فلاں کے درمیان نکاح ہونے والا ہے اور اُنکے فرمانے پر شوہر نے کھڑے ہوکر عقد و مہر سے اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ اور اسی طرح دُلہن کے ولی نے اپنی رضامندی ظاہر کردی قرآن شریف سے کچھ آیات پڑھی گئیں اور خطبہ سنایا گیا۔ جو اصل میں ایک فی البدیہہ لکچر ہوتا ہے۔ اور جس میں تقدس عقد کا ذکر اور زن و شوئی کے فرائض بتلائے جاتے اور متعلقہ امور کا بیان ہوتا ہے۔ اور بعد ازاں سب ملکر نکاح کے مبارک ہونے کی دعا کرتے ہیں اور اس طرح نکاح ختم ہوجاتا ہے۔ آٹھ یا دس نکاحوں میں سے جو میرے سامنے ہوئے صرف دو ایسے تھے جن میں کچھ کھلانے کا بھی سامان تھا ایک میں کوئی ایک روپیہ کی شیرینی تقسیم کی گئی تھی اور دوسرے میں کچھ کھانا کھلایا گیا تھا شام کے وقت مسجد ہی میں دسترخوان بچھا اور معمولی قسم کا پلاؤ۔ گوشت روٹی زردہ اور شاید شیرینی چنی گئی۔ دو دو مہمان ایک ایک رکابی سے کھاتے تھے۔ میرا ساتھی ایک نومسلم سکھ تھا۔ یہاں زردہ پلاؤ کے ساتھ ملاکر کھاتے ہیں۔ بنگالہ میں پلاؤ کھانے کے بعد زردہ کھاتے ہیں چنانچہ جب مَیں پلاؤ کھاکر زردہ کھانے کو تھا تو دیکھا کہ میرے ساتھی نے زردہ کی رکابی تو پلاؤ ہی سے ملاکر کھانے میں بالکل صاف کردی ہے۔ اس سے مجھے سبق حاصل ہُوا کہ جس ملک میں جائے وہاں کے دستورات کا خیال چاہیئے۔ غرض خانگی زندگی بہت سادہ بن گئی ہے اور رسمی تکلفات سے پاک ہے۔ ایک روز ہم نے دیکھا کہ لوگ مچھلی کا شکار کر رہے ہیں۔ میرے دوست نے جو خود بھی بنگالی تھے چاہا کہ مچھلی خریدیں لیکن پھر کسی وجہ سے خریدی نہیں ایک دوکاندار ہم کو دیکھ رہا تھا اُس نے خیال کیا کہ چونکہ ہم بنگالی ہیں مچھلی ہمارا کھاجا ہے۔ چنانچہ اُس نے مچھلی خرید کر دوسرے دن ہماری دعوت کی کہ ہم اُس کے ساتھ مچھلی کھائیں اُس دعوت میں صرف مچھلی اور روٹی تھی۔ لیکن جس شوق اور محبت سے وہ پیش کی گئی اور جس خلوص سے اُس نے ہمارے خوش کرنے کی خواہش کی اُس کو خیال کرتے ہوئے ہمیں وہ دعوت ہمارے یہاں کی نہایت اعلیٰ اور پُرتکلف دعوت سے بڑھکر عزیز تھی۔

منجملہ دیگر اصلاحوں کے عورتوں کا مرتبہ بھی اس جماعت میں زیادہ سمجھا جاتا ہے۔ اور قومی کاموں میں وہ ایک عمدہ حصہ لیتی ہیں وہ آزادی کے ساتھ برقع میں باہر نکلتی ہیں اور مرد گلیوں میں اُنکے سامنے سے راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہو جاتے ہیں نماز جمعہ ادا کرنے کے لیئے وہ مسجد اقصیٰ میں جاتی ہیں جس کا ایک حصہ اُنکے لیئے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ شیر خوار بچے اُنکے ساتھ ہوتے ہیں جو ماؤں کے نماز میں ہونے کے وقت بعض دفعہ خوب شور مچاتے ہیں۔ ہر روز صبح عورتوں کے لیئے قرآن شریف کا ایک درس ہوتا ہے دسمبر گذشتہ کے سالانہ جلسہ پر چار سو احمدی عورتیں جمع ہوئیں اور زنانہ کانفرنس کے باقاعدہ اجلاس ہوئے۔ ان باتوں سے بہت ترقی کا اظہار ہوتا ہے۔ گو اسکو وہ لوگ جو یورپین تہذیب کے دلدادہ ہیں کافی نہ سمجھیں مگر اس میں شک نہیں کہ تمام معقول ضروریات جو شائستہ صحبت میں محسوس ہوں اس طرح پوری ہو جاتی ہیں۔

یہ سلسلہ گو ابھی بچپن کی حالت میں ہے مگر جس راہ پر یہ لوگ چل رہے ہیں۔ اُس سے لیڈروں کی پالیسی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تلوار سے جہاد کرنیکی تعلیم نہیں دی۔ اُن کا مشن ایک امن و آشتی کا مشن تھا۔ کہ صداقت کو دلائل سے پھیلایا جائے۔ اس مقصد کے حصول کا بڑا ذریعہ تعلیم ہے اور تعلیم پر یہ جماعت اپنی بڑی قوت صرف کر رہی ہے۔ چنانچہ یہاں ایک ہائی سکول ہے جو پنجاب یونیورسٹی سے ملحق ہے اور جسکی عمارت پر اب جو قریب الاختتام ہے پون لاکھ روپیہ خرچ پڑیگا اس رقم میں ۴۰ ہزار جماعت نے اور باقی سرکار نے دیا ہے۔ عمارت کا نقشہ نہایت شاندار ہے اور سکول کا سامان نہایت اعلیٰ قسم کا ہے طلباء کی تعداد تقریباً چار سو کے ہے جنمیں سے نصف کے قریب بورڈنگ ہاؤس ملحقہ میں رہتے ہیں۔ مدرسین نہایت لائق ہیں سب کے سب احمدی ہیں اور بعض قابلیت کے لحاظ سے بہت کم تنخواہ پر کام کرتے ہیں چار سو روپیہ ماہوار سرکاری امداد کے ملتے ہیں۔ بورڈنگ ہاؤس ایک مستطیل شکل کی عمارت ہے۔ جس میں دو سو طلباء کی رہائش کا انتظام ہے اس عمارت کی لاگت قریباً ساٹھ ہزار روپیہ ہے اور اس پر جماعت نے ۳۰ ہزار روپیہ خرچ کیا ہے اسکا سامنے کا رُخ نہایت شاندار ہے۔

مجھے بورڈنگ ہاؤس کے طلباء کو دن رات کے ایسے اوقات میں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جبکہ کسی غیر کے آنے کی امید نہیں ہوتی مگر مینے ہمیشہ اُنکے چلن اور رویہ کو ٹھیک اور درست پایا۔ اس جماعت کی مذہبی روح ان درس گاہوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ مدرسہ میں قرآن شریف کو سمجھکر پڑھنا ہر مسلمان طالبعلم پر فرض ہے۔ بورڈنگ ہاؤس میں صبح تڑکے جبکہ روشنی صاف بھی نہیں ہوتی مینے دیکھا کہ نماز فجر کے بعد جو یہاں اول وقت ادا ہوتی ہے اپنے اپنے لیمپوں کے گرد چار چار پانچ پانچ طلباء اکٹھے بیٹھے ہوئے قرآن شریف کو اُسی غور و خوض سے پڑھ رہے ہیں جسطرح کہ وہ اور مضامین یاد کرتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ بنگال کی طرح اُونگتے ٹھیلتے وہ صرف لفظوں کی ادائگی پر بس کردیں۔ چھوٹے بچے قرآن شریف لیکر اپنے اپنے کمرہ کے اُستاد کے گرد جمع ہوتے ہیں ہر ایک اُستاد کے ہاتھ میں ایک قرآن شریف ہوتا ہے اور وہ چھوٹے بچّوں کی قرآنی مشکلات کے حل کرنے میں مصروفیت سے لگے ہوتے ہیں غرض میں بلا تامل یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس مدرسہ کے پڑھے ہوئے دس یا بارہ سال کی عمر کے بچے بنگال کے کالجوں کے اکثر طلباء کی نسبت قرآن شریف سے کہیں زیادہ واقف ہوتے ہیں۔ روزانہ نمازیں لازمی ہیں مگر انکی پابندی کے لیئے کسی سزا کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جب مسجد چلنے کی گھنٹی بجتی ہے تو طلباء نکلکر اپنے اپنے کمروں کے سامنے قطار باندھکر اُستاد کی زیر نگرانی مسجد کو روانہ ہوتے اور نماز پڑھکر اسی طرح باقاعدگی سے واپس آتے ہیں۔ مسجد بھی احاطہ سکول کے اندر ہی ایک پختہ وسیع عمارت ہے جسمیں ایکہزار نمازی ایک وقت میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ نماز ختم ہونے پر طلباء اسی طرح قطار باندھ کر واپس آتے ہیں اور غیر حاضر لڑکے کا پتہ فوراً قطار میں اُس کی جگہ خالی ہونے سے لگ جاتا ہے۔ سکول و بورڈنگ ہاؤس مسجد اور اُستادوں کے مکانات سب کھیل کے فراخ میدانوں کے ساتھ گاؤں کے باہر واقع ہیں۔ کھُلے میدانوں میں کافی کھیل کھیلے جاتے ہیں اور اُستاد طلباء کے ساتھ آزادی سے کھیلوں میں شریک رہتے ہیں بنگال کے اِسی قسم کے سکولوں کا خیال کرتے ہوئے قادیان کا ہائی سکول بحیثیت مجموعی کیا بلحاظ عمارت و سٹاف اور کیا بلحاظ انتظام و عام اخلاقی رنگ سب سے اعلیٰ ہے۔

عربی اور متعلقہ مضامین کی تعلیم کے لیئے ایک مدرسہ ہے جہاں کے نصاب تعلیم میں موجودہ

زمانہ کی ضروریات کا کافی لحاظ رکھا گیا ہے چنانچہ زبان انگریزی و ریاضی و جغرافیہ و تاریخ بطرز جدیدہ کورس میں داخل ہے اس مدرسہ کے پاس شدگان کو اصول تبلیغ کی تعلیم دینے کے لیئے ایک اور درسگاہ ہے جہاں مبلغین طیار ہوتے ہیں اور جہاں کئی نہایت فاضل پروفیسر لکچر دیتے ہیں۔ مدرسہ کے پاس شدہ طلباء میں سے خاص طور پر ہونہار طلباء اس درسگاہ کے لیئے منتخب کیئے جاتے ہیں جن کو وظیفہ دیا جاتا ہے جو ایک علیحدہ بورڈنگ ہاؤس میں رہتے ہیں۔ اسوقت اس خاص کلاس میں دس مبلغین تعلیم پاتے ہیں۔

دستکاری سکھانے کے لیئے بھی یہاں دو کلاسیں ہیں ایک نجاری اور ایک خیاطی سکھانے کے لیئے۔ ان کلاسوں میں دستکاری کے علاوہ قرآن شریف کا پڑھنا لازمی ہے میں خیاطی کی کلاس میں گیا وہاں اُنیس یا بائیس طلباء تھے صحیح تعداد مجھے یاد نہیں رہی۔ مینے دیکھا کہ تین طلباء کی ایک جماعت ایک اُستاد سے قرآن شریف پڑھ رہی تھی اور باقی کام کر رہے تھے۔ جب ایک جماعت پڑھ چکتی ہے تو پھر دوسری جماعت پڑھنے آتی ہے اور وہ کام پر چلی جاتی ہے یہاں کے تمام طلباء جہانتک مجھے یاد پڑتا ہے پرائمری تک پڑھے ہوئے تھے۔

ایک مدرسہ نسوان لڑکیوں کے لیئے بھی ہے مگر اُس کے متعلق مجھے بالتفصیل حالات معلوم کرنے کا موقع نہیں ملا۔

ان باقاعدہ درسگاہوں کے علاوہ عوام کے لیئے بھی قرآن شریف پڑھانے کا انتظام ہے ان درسوں میں ہر شخص شریک ہو سکتا ہے اور عوام کو انکا بڑا شوق بھی ہے۔ انگریزی سکول اور مدرسہ عربی کے اُستاد اور تجارت پیشہ لوگ اور باہر کے مہمان ان درسوں میں شامل ہوتے ہیں جو خود حضرت خلیفۃ المسیح اور کئی اور دینیات میں تبحر رکھنے والے عالم دیا کرتے ہیں۔ ایک ایسے درس میں مَیں بھی شریک ہوا چنانچہ مینے دیکھا کہ سُننے والوں کی تعداد کوئی دو سو تھی مجھے بتلایا گیا کہ یہ تعداد معمول سے کم ہے۔ مسجد اقصیٰ میں یہ درس عصر و مغرب کی نماز کے درمیان ہوا تھا۔ اسی قسم کا ایک درس عورتوں کے لیئے صبح کے وقت بھی دیا جاتا ہے۔ اس درس میں روزانہ ایک رکوع پڑھا جاتا ہے۔

الحاصل اس نئی تحریک کے یہ چند نتیجے ہیں جن کا مینے مختصر ذکر اوپر کیا ہے ایک اتفاقی طور پر

نظر ڈالنے والے کو بھی اِن سے حیرت ہوتی ہے اور یہ باتیں خود بخود اپنی طرف متوجہ کرلیتی ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو بعض باتیں نہایت گہرا اثر ڈالنے والی ہیں مثلاً فرقہ بندی اور قومی تفرقوں کا نہ ہونا اور سب افراد جماعت کا باہم مساوی ہونا۔ شادی غمی کی رسموں کا بالکل اُٹھ جانا۔ یہ خرابیاں ہر مسلمان محسوس کرتا اور اسلام کے مخالف سمجھتا ہے ان امور کے خلاف بہت کچھ لکھا اور کہا بھی گیا ہے لیکن عام مسلمانوں میں یہ نقائص اُسی طرح جاری وساری ہیں اور کوئی صورت اُنکے دُور ہونے کی نظر نہیں آتی۔

مجھے خیال ہوتا ہے کہ انسان چونکہ صحبتوں ہی کا پرورش یافتہ ہوتا ہے اسلئے سوسائٹی کی اصلاح کے لیئے محض انسانی طاقت کافی نہیں ہوتی اس کام کے لیئے کسی اعلیٰ طاقت کا ہونا ضروری ہے۔ جن پیشواؤں نے انسانی سوسائٹیاں پیدا کی ہیں وہ محض معمولی انسانی ذرائع سے ہی کام نہیں لیتے تھے۔ ایسے مصلح خدائے تعالیٰ کے مامور ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی جنہوں نے یہ عظیم الشان تبدیلیاں پیدا کر دکھلائیں مثل اُن پیغمبروں کے ایک پیغمبر تھے جو گذشتہ زمانہ میں ہدایت انسان کے لیئے خدا کی ہستی کے زندہ نشان لائے تھے۔ اپنے مامور من اللہ ہونے کو اُنہوں نے بھی اُن تمام دلایل سے ثابت کر دیا ہے جنسے کہ انبیائے سابقین کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ مثلاً

(۱) پیغمبروں کو اپنی نبوت کا دعویٰ خود ہی کرنا چاہیئے پیرووں کے دعویٰ بنا لینے سے کام نہیں چلتا۔

(۲) اُنکی زندگی پورے طور سے پاک ہو۔ تمام انبیاءؑ معصوم مانے جاتے ہیں۔

(۳) بدی اور جہالت کے زور کے وقت مبعوث ہونا۔

(۴) اُنکی تعلیم اور صحبت میں پاک کرنے والا اثر ہو۔

(۵) عوام کا مخالفت اور استہزاء کرنا۔ تمام سچے نبیوں کی مخالفت اور استہزا کیا جانا یقینی ہوتا ہے۔

(۶) خارق عادت نشان اُن کے ساتھ ہوں اور اُنکی پیشگوئیاں سچی نکلیں۔

(۷) مباہلہ

(۸) پے درپے عذابوں کا آنا قحط - طاعون - زلزلہ جنگ۔

(۹) اُنکے متعلق گذشتہ پیشگوئیوں کا پورا ہونا۔

(۱۰) تمام مخالفت پر آخر انہیں کی فتح ہونا۔

اگر خالی الذہن ہو کر تحقیقات کیجائے - تو یہ تمام معیار مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو اُسی طرح ثابت کرتے ہیں جس طرح کسی اگلے نبی کی صداقت کو۔

لوگ اس تحریک پر سے تعجب کرتے ہوئے گذر جاتے ہیں اُنکو تعجب تو ہوتا ہے مگر وہ یہ یقین نہیں کر سکتے کہ اس تہذیب اور روشنی کے زمانہ میں بھی کوئی نبی آسکتا ہے۔ بعض اسلیئے رد کرتے ہیں کہ آخری اور سب سے بڑا نبی آچکا اور اب اُنکو کسی اور نبی کے آنیکی امید نہیں۔ وہ تامل اور صبر سے نہیں سُنتے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی نسبت کہتا کیا ہے وہ تو کہتا ہے کہ میں ایک امام ہوں۔ مجدد ہوں۔ نبی اور رسول ہوں مگر یہ سب مراتب میں نے آخری اور سب سے بڑے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ہی میں پائے ہیں۔ اسلیئے میں اُس سے علیحدہ نہیں ہوں مجھے خاتم النبیینؐ سے بزرگی ملی ہے جس طرح بزرگ آقا سے خادم کو بزرگی ملتی ہے۔ غرض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کوئی علیحدہ نبوت نہیں جس سے لوگ رُکتے ہیں وہ تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا جو قیامت تک قایم رہے گی ایک ظل ہے۔ پھر لوگ سوال کرتے ہیں "کیا مسیح ہم کو بادشاہت دیگا"! بعینہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بادشاہت کا سوال کرتے تھے تاریخ کی وہی باتیں دوبارہ پیش آتی ہیں لیکن انسان آنکھیں نہیں کھولتا۔ نیز یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ کیا یہ ایک بے پروائی کا مقام ہے۔ کہ خواہ ہم اسپر ایمان لائیں یا نہ لائیں؟ کوئی شدید ضرورت نہیں نعوذ باللہ۔ یہ بے پروائی کی بات نہیں انسانیت کی اصلی غایت کے پورا ہونے کا سوال ہے۔

آئیں۔ آئیں۔ ضرور آئیں وہ لوگ جو دولت و عزت کے زر خرید غلام نہیں بنے ہیں اور جنکی تمام امیدیں اسی دنیا سے وابستہ نہیں ہیں اور جن کو یقین ہے کہ خدائے تعالیٰ جو گذشتہ

* اس مسئلہ پر اگر کوئی شخص چاہے تو ہم انشاء اللہ کافی تسلی کر سکتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

زمانہ میں انسان کو اپنے کلام سے مشرف فرماتا تھا بدل نہیں گیا اور اپنی مخلوق سے اُس نے اپنا فضل اُٹھا نہیں لیا۔ آئیں اور غور سے تحقیقات کریں خلوص وغیرہ سے دریافت کرنا صداقت کی نصف راہ طے کر لینے کے برابر ہے۔ آپ لوگوں کی یتیموں اور بیواؤں کی انجمنوں تعلیمی کوششوں تبلیغی انجمنوں اور اور قومی کاموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ لوگ صداقت سے غافل نہیں ہیں۔ پس چاہیئے کہ اپنے ذاتی خیالات کو علیحدہ رکھکر تھوڑی دیر کے لیئے سوچیں کہ خدا کے مامور تو مخلوق کی گرہ کشائی کے لیئے آتے ہیں پھر غور سے دیکھیں کہ آیا یہ نیا معلّم دین آپکو آپکی ساری مشکلات کا حل دیتا ہے یا نہیں۔

یاد رہے کہ اصلی بادشاہت اس دنیا کی اور آخرت کی خدا ہی کے لیئے ہے جس طرح اُس نے خانہ بدوش عربوں کو ذلّت کی تاریکی سے نکالکر روحانیت اور انسانیت کی بھی بلندی پر اسلیئے پہنچا دیا تھا کہ اُنہوں نے اُسکے نبی کی اطاعت کی اسی طرح یہ بھی اُس خدا کی طاقت میں ہے کہ وہ تم کو موجودہ ذلّت سے نکال کر دینی و دنیاوی عظمت کے نشایاں بنا دے۔

اے یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ نوجوانو! تمھارے دل تعصبات اور پُرانے غلط خیالوں سے نسبتہً زیادہ پاک وصاف ہیں۔ غور کرو کیا تمھارے دلوں میں کوئی جوش اس بات کے لیئے ہے ؟ نہایت مبارک اغراض ہیں۔ اور نہایت شاندار۔ ایک مقدس جنگ کے لیئے یہ تحریک تمھیں بلا رہی ہے۔ کیا ہی شریف وہ شخص ہے جو سچائی ملنے پر انکار نہیں کرتا اور صدق دل سے قبول کر لیتا ہے مگر اس سے بھی زیادہ شریف ہے وہ جو سچائی نہ ملنے پر بیتاب ہو کر اُس کی تلاش کرتا ہے۔ والسلام علیٰ من تبع الہدیٰ۔

ابو الہاشم خاں چودھری از باریسال بنگال

موجودہ اناجیل میں تحریف کے چند تازہ نمونے

آریہ۔ عیسائی اور اہل اسلام ہر ثلاثہ اقوام اس بات کی دعویدار ہیں۔ کہ اُنکے مذاہب اپنی اپنی ہیئت گذائی میں ابتدائے وقت سے آج تک بلا کم و کاست محفوظ ہیں۔ یعنی ان مذاہب کے

پیروکاران کتب کو جنہیں وہ اپنے اپنے خیالات کے مطابق آسمانی کتابیں تسلیم کرتے ہیں۔ ہر ایک قسم کی تحریف کی اور آمیزش سے پاک و صاف بتلاتے ہیں۔ آریہ ہر چہار وید کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ یہ پرمیشور نے الہاماً اپنے رشیوں پر نازل فرمائے تھے۔ عیسائی کہتے ہیں۔ کہ موجودہ کتاب بائیبل خدا تعالیٰ نے الہاماً مختلف انبیاء و مرسلین پر نازل فرمائی ہے۔ اور آجتک محفوظ ہے۔ اہل اسلام کو بھی دعویٰ اپنی آسمانی کتاب قرآن شریف کے متعلق ہے۔

آریہ لوگوں کا یہ دعویٰ غلط ہے یا صحیح۔ ہم انکے دعویٰ کی تحقیقات کرنے میں اپنا وقت ضائع کرنا پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ امر اب پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ کہ موجودہ آرین اہل سماج جذب کی طاقت بالکل نہیں رکھتے۔ اور ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ انکی شدھی کا ہر چہار وید پر کہاں تک انحصار ہے۔ ہاں مسیحی لوگوں کا دعویٰ ضرور پرکھنے کے قابل ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اگرچہ اپنی اختراع سے ہی اپنے اندر جذب کی طاقت رکھتے ہیں (کیونکہ متی $\frac{15}{24}$ کی رو سے مسیح صرف اسرائیلیوں کے واسطے آیا تھا) اور مذہب عیسوی سے اسکو کوئی تعلق ہے یا نہیں۔ تو بھی یہ لوگ راہ نجات کا کھلنا تمام اقوام کے واسطے بیان کرتے ہیں۔ اور ہر ایک آدمی کو باپ بیٹے و روح القدس کے نام سے بپتسمہ دیکر اسے مسیح کے گلہ کی بھیڑوں میں شامل کر لیتے

Digitized by Khilafat Library

* تمام اہل تثلیث اس بات پر خاص زور دیتے ہیں۔ اور مسیحی تثلیثی مفسرین ہمیشہ لکھتے ہیں۔ کہ تثلیث کی تعلیم مسیحیت کی جڑھ ہے جو تثلیث کا منکر۔ وہ مسیحی مذہب کا منکر۔ اور ثبوت میں متی $\frac{28}{2}$ پیش کرتے اور کہتے ہیں۔ کہ دیکھو کلیسیا کی یگانگت اور اسمیں داخل ہونیکا مدار پہلی ہی تثلیث کا اقرار اور اسکے نام سے اصطباغ پانا ہے۔ مگر کیا کوئی اہل تثلیث میں سے یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ جب حضرت مسیح نے یوحنا سے بپتسمہ حاصل کیا تھا۔ تو اُسوقت باپ۔ بیٹے۔ روح القدس کے نام سے بپتسمہ لیا تھا یا کسی اور کے نام سے۔ پھر کیا اہل تثلیث کہہ سکتے ہیں۔ کہ موجودہ کل عقائد دربارہ تثلیث کو بائیبل سے کچھ بھی سہارا مل سکتا ہے۔ کیا علماء نہیں جانتے۔ کہ اول پرانا عقیدہ جو رسولی عقیدہ کہلاتا ہے جس کا بخیال عوام ۲ تمطا $\frac{1}{13}$ میں ذکر ہے کیا اس پرانے عقیدہ سے یہ دعویٰ ثابت ہے۔ ہاں مسیح اور اسکے رسولوں کے بعد والا دوسرا عقیدہ جو عقیدہ نائس کہلاتا اور ۳۲۵ء میں وضع ہوا۔ اسمیں اقنوم ثانی کی اُلوہیت کا اقرار موجود ہے۔ مگر اقنوم ثالث کی الوہیت ندارد۔ ہاں کونسل عامہ جو قسطنطنیہ میں ۳۸۱ء میں منعقد ہوئی تھی۔ اسمیں "میں اعتقاد رکھتا ہوں روح القدس پر" کا اضافہ ہوا۔ اور اس سب کی تشریح پانچویں صدی میں مقدس اتاناسس نے فرما دی۔ جو نہ ملہم تھا۔ نہ رسول۔ مگر اسکو تسلیم کر کے مسیح کے کلام پر بھی اسے فوقیت دیجاتی ہے۔ منہ

(یہ حاشیہ صفحہ ۴۳۱ کے متعلق ہے)

ہیں - اسلیئے ضروری ہوُا - کہ ہم طالبان حق کو دکھائیں - کہ انکا یہ دعویٰ کہ ہماری موجودہ مجموعہ کتب بائیبل تحریف کی ہر ایک آمیزش سے منزہ و مبرا ہے - کہاں تک صحیح اور درست ہے
پس ناظرین پر واضح ہو - کہ لفظ بائیبل ایک یونانی لفظ ہے - جس کے معنے کتاب کے ہیں - اہل کتاب یعنی مسیحیوں نے اسکو دو اقسام پر منقسم کیا ہے - ایک قسم وہ ہے جن کی نسبت دعویٰ ہے کہ وہ ان کو بواسطہ انبیائے قبل مسیح پہنچیں اس قسم کو عہد عتیق یا پُرانا عہد نامہ کہتے ہیں - عہد عتیق کی قسم اول میں کل ۳۸ کتابیں ہیں - جو عموماً جمہور قدمائے مسیحین کے نزدیک مسلم رہی ہیں سامری ان میں سے صرف پانچ یعنی مجموعہ کتب توریت کے قائل ہیں (سامریوں کے بعض فرقے سات پہلی کتابوں کو مانتے ہیں)

لیکن اس جگہ یہ یاد رہے - کہ عہد عتیق کی کل کتابیں ۳۸ نہیں ہیں - بلکہ ۳۸ وہ کتابیں ہیں - جو جمہور قدمائے مسیحین کے نزدیک مسلمہ ہیں - ورنہ یوں تو وہ ۳۹ کتب کا مجموعہ ہے اور سموئیل - سلاطین - تواریخ کی کتب کے بھی دو دو حصے ہیں -

دوسری قسم عہد جدید ہے - اس کی بھی دو قسمیں ہیں - اول وہ جسپر جمہور قدمائے مسیحین کو اعتبار رہا ہے - دویم وہ جن میں اختلاف ہے - قسم اول میں بیس (۲۰) کتابیں شمار کیجاتی ہیں اور کل کتابیں عہد جدید کی - اول ہر چہار (۴) اناجیل - دوم اعمال (۱) الرسل - سویم خطوط (۲۱) الرسل جن میں بجز عبرانیوں کے ۱۳ خطوط رسول پولوس کے ہیں - چہارم مکاشفہ (۱) کل ۲۷ کتابیں ہیں -

ہر ایک عیسائی خواہ وہ کسی چرچ کا ممبر کیوں نہ ہو - ہر چہار اناجیل یعنی متی - مرقس - لوقا - یوحنا پر ایمان رکھتا ہے - اور انکے مجموعہ کو تحریف سے پاک اور الہاماً نازل شدہ تسلیم کرتا ہے اسی مجموعہ اناجیل پر کل مسیحی فرقہ جات کا دارومدار ہے - اور خصوصاً اہل تثلیث٭٭ کا جو متی ۲۸/۱۹ سے تثلیث ثابت کرتے اور یوحنا کی انجیل کی وجہ نزول صرف منکران الوہیت مسیح پر اتمام حجت کرنا بتاتے ہیں - ان پر دارومدار ہے - اور یہ بات اہل تثلیث کے علماء کے نزدیک مسلمہ ہے - چنانچہ مشہور و معروف اہل تثلیث کی جان تثلیثی عالم بشپ بیو برج کا کتاب Private Thoughts. PA II S. 3 میں قول ہے کہ " اگرچہ پُرانے عہد نامہ میں تثلیث کا اشارہ اکثر آیا ہو - تاہم بغیر نئے عہد نامے کے

٭٭ اس نشان کے متعلق حاشیہ غلطی سے صفحہ ۳۰ پر لکھا گیا ہے -

اسکو درست طور پر سمجھنا ایک امر دشوار ہے چنانچہ باوجود یہودیوں کے درمیان توریت تین ہزار برس سے اور انبیاء دو ہزار برس سے ہیں۔ تو بھی آج کے دن تک وہ اسکو اپنے ایمان کا رکن ہرگز نہ بنا سکے۔ بلکہ مثل محمدیوں کے ابتک مقر ہیں کہ خدا اقنوم میں اور ذات میں واحد مطلق ہے۔

پس اگرچہ تمام مسیحی موجودہ مجموعہ اناجیل کی صحت کے ذمہ وار ہیں۔ مگر خصوصاً وہ تثلیث کے پوجنے والے اور یہ کہنے والے کہ یوحنا کی انجیل منکران الوہیت مسیح کے واسطے لکھی گئی۔ یوحنا کی انجیل جو بخیال انکے منکران الوہیت مسیح پر حجت ہے۔ اپنی حجت کے وہ سب سے زیادہ ذمہ وار ہیں۔

پس واضح ہو۔ کہ انجیل یوحنا کے ترجمہ مروجہ یعنی اتھورائزڈ وروشن چرچ آف انگلینڈ میں ۱۶۱۱ء میں ہوا تھا۔ اڑھائی صد برس کے بعد ۱۸۸۱ء میں اسی پر نظر ثانی ہوئی۔ اور پھر اس وقت سے لیکر آج سے کچھ پہلے تک ریوائزڈ ورشن کے ترجمہ میں انجیل یوحنا کے باب ۵ کی یہ عبارت تھی۔ جو ہم اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۸۵ء سے نقل کرتے ہیں۔

"بعد اسکے یہودیوں کی ایک عید تھی۔ اور یسوع یروشلم کو گیا۔ اور یروشلم میں بھیڑ دروازہ کے پاس ایک حوض ہے۔ جو عبرانی میں بیت حسدا کہلاتا ہے۔ اس کے پانچ اسارے ہیں۔ انمیں ناتوانوں اور اندھوں اور لنگڑوں اور پژمردوں کی ایک بڑی بھیڑ پڑی تھی جو پانی کے ہلنے کی منتظر تھی۔ کیونکہ ایک فرشتہ بعضے وقت اس حوض میں اتر کے پانی کو ہلاتا تھا۔ اور پانی کے ہلنے کے بعد جو کوئی پہلے اس میں اترتا۔ کیسی ہی بیماری میں گرفتار ہوا ہو۔ اس سے چنگا ہو جاتا تھا۔" انجیل یوحنا باب ۵ درس ۱ تا ۵۔

اب ناظرین اس بات پر غور فرماویں۔ کہ آجکل جو انجیل یوحنا موجود ہے۔ اس کے باب ۵ میں پہلی درس سے لیکر درس ۵ تک کیا لکھا جاتا ہے۔ اور کیسی بڑی تبدیلی اہل تثلیث نے کی ہے۔ کہ نظیر اسکی مفقود ہے۔ اور اپنے لیئے وہ آپ ہی نظیر ہے۔ آج کل کے تراجم کی (۱) عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ جو بلا وجہ اصلی متن کے خلاف درج انجیل کر دی گئی ہے۔ "ان باتوں کے بعد یہودیوں کی ایک عید ہوئی۔ اور یسوع یروشلم کو

گیا ع۱۔ ع۲ یروشلم میں بھیڑ دروازے کے پاس ایک حوض ہے۔ جو عبرانی میں بیت حسدا کہلاتا ہے۔ اور اس کے پانچ برامدے ہیں۔ ع۳ ان میں بہت سے بیمار اور اندھے اور لنگڑے اور پژمردہ لوگ پڑے تھے۔ ع۵ وہاں ایک شخص تھا جو اڑتیس برس سے بیماری میں مبتلا تھا" یوحنا کی انجیل موجودہ کا ترجمہ۔ ✤

ناظرین کرام توجہ فرماویں۔ کہ اصلی متن جس کا ترجمہ بڑے بڑے تثلیثی علماء نے جن کی نظیر اس وقت اہل تثلیث میں نہیں ملتی۔ اور نہ ملے گی۔ اسکو اسی طرح جیسا کہ ہم لکھ چکے۔ متن میں درج کر کے اصلی ترجمہ کیا تھا۔ لیکن نہ معلوم۔ کیوں آج یہ تحریف کی گئی۔ اور کیوں فرشتے کا آنا اور پانی کا ہلانا۔ اور بیماروں کا شفا پانا اصلی متن سے علیحدہ سمجھکر تراجم سے نکال دیا گیا ہمیں ذاتی طور پر صرف یہ علم ہے۔ کہ جب یہ ترجمہ نیا نیا شائع ہُوا۔ تو ہم نے اپنے ایک مہربان انگریز پادری سے پوچھا۔ کہ کیا وجہ ہے۔ اب دو تین آیات نکال ڈالی گئی ہیں۔ تو اس نے ہمیں یہی جواب دیا تھا۔ کہ فرشتہ آنا۔ اور پانی ہلانا۔ اور بیماروں کا شفا پانا۔ ان امور کو علوم جدیدہ تسلیم نہیں کرتے۔ اور چونکہ انجیل شریف کل علوم جدیدہ کی منبع ہے۔ لہٰذا خلاف علوم جدیدہ اس میں کوئی بات نہیں۔ (کیونکہ خدا کل علوم جدیدہ کو جاننے والا ہے) اور اسی لئے وہ جملے اصلی متن سے علیحدہ کر دیئے گئے ہیں۔ اور جب ہم نے عرض کیا کہ صاحب! علوم جدیدہ تو کسی کا جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اور خاصکر فلسفہ اسکو جھٹلاتا ہے۔

✤ اہل تثلیث کے اصلی یونانی کا ترجمہ کرنیوالے مستند مترجم یہی ہیں۔ اوریجن۔ یوسیبس۔ مارٹن لوتھر جان کالون بیوگو گروشش۔ مائکیلس۔ صموئیل کالیرج۔ آرچ بشپ نیوکوم ولانگلے۔ کارڈنل بلرمائن۔ بشپ واٹسن و برنٹ و بیویرج و پیرس و دسٹکٹ۔ و ورڈزورتھ و برگس و چرمائی ٹیلر۔ ڈاکٹر نینڈیرو و کلف و ٹنڈل وارلیمس و گریسباخ۔ و ٹیشنڈارف۔ و لیکمن و لوک و شیلبوسزور وزن۔ ملروہ منیر و الفورڈ و ڈاڈرج و بلوم فیلڈ و ہیٹی و ولیم ترلاک و جیمس ڈونلڈسن و جان اودن و نبٹ و میکنائیٹ پادری پیٹر ڈیوڈسن۔ و جوزف نبسن و جان سوٹ۔ و بکر ستیتھ و نکلس۔ پس انہی کے تراجم کو ہم مدنظر رکھکر اہل تثلیث کی تحریف کے خرافات اہل نظر کے سامنے رکھتے ہیں۔ منہ

توصاحب چپکے سے تشریف لے گئے۔

پس خدارا اے اہل تثلیث۔ تم جو یہ کہتے ہو۔ کہ یوحنا کی انجیل منکران الوہیت مسیح کے واسطے لکھی گئی تھی۔ پھر کیوں تم نے اس میں تحریف کر ڈالی۔ اگر کل آیندہ محققین بائیبل کی ان آیات انجیل یوحنا کو جن پر تمام الوہیت مسیح کا دار و مدار ہے۔ وہ اس انجیل سے نکال کر یہ کہدیں۔ کہ چونکہ فلسفہ کی رو سے کوئی انسان خدا نہیں ہو سکتا۔ اور علوم جدیدہ اسکو تسلیم نہیں کرتے۔ لہٰذا یوحنا ۱/۱ تا ۵ بھی الہامی نہیں۔ اصلی متن سے جدا ہے۔ تو پھر حق و انصاف کی رو سے تم اپر کیا حجت قائم کر سکتے ہو۔ و آنحالیکہ پورے مشہور و معروف سر آئزک نیوٹن فلسیوف نے ایک رسالہ لکھ کر یہ ثابت بھی کر دیا۔ کہ یہ الہامی آیات نہیں۔ پھر تمھاری طرح وہ کیوں حق پر نہیں۔ پس لوگوں کو امید رکھنا چاہیئے۔ کہ جس طرح کئی سو برسوں کے گذر جانے کے بعد انجیل یوحنا کے باب ۸ کی کئی آیات نکال ڈالی گئی ہیں۔ اسی طرح اور بہت سی آیات بھی غیر الہامی ثابت کر کے باہر نکال ڈالی جائینگی۔ اور یہ ایک مکمل کتاب کی تکمیل کی صریح علامت ہے۔

سنہ ۱۸۹۲ء میں وہ ترجمہ جو اصفہان میں ہوا۔ اس میں وہ فقرات یعنی "جو پانی کے ہلنے کی منتظر تھی۔ کیونکہ ایک فرشتہ بعضے وقت اس حوض میں اُتر کے پانی کو ہلاتا تھا۔ اور پانی کے ہلنے کے بعد جو کوئی پہلے اس میں اُترتا۔ کیسی ہی بیماری میں گرفتار ہُوا ہو۔ اس سے چنگا ہو جاتا تھا۔" خطوط وحدانی یعنی دائرہ دار خطوط کے اندر لکھا گیا تھا۔ مگر آجکل بالکل باہر نکال ڈالا گیا ہے۔ یہ ایک بڑی بھاری تحریف و تبدیل ہے۔ جو ثابت کرتی ہے۔ کہ موجودہ مسیحی مذہب کی کتب کی ابھی بہت سی چھانٹ ہوگی۔ اور اس چھانٹ کا قاعدہ یہ ہے کہ آج اس زمانہ میں وہ تبدیل کر دینے والی آیات خطوط کے اندر لکھی جاتی ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد نکال دی جائیں گی۔

نمبر ۲ سنہ ۱۶۱۱ء سے لیکر آج سے کچھ پہلے تک انجیل یوحنا کے باب ۸ کی آیات ۲ و ۹ خطوط وحدانی میں نہیں لکھی جاتی تھیں۔ بلکہ اصلی متن میں انکو شمار کیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ سنہ ۱۸۸۵ء کے اُردو تراجم اور سنہ ۱۸۹۲ء کے فارسی تراجم میں بھی انکو اصلی متن سے اخذ کرنا بتلایا گیا۔ مگر افسوس کہ آجکل یہ دونوں مذکورۃ الصدر آیات خطوط وحدانی میں لکھنا شروع کر دی گئی ہیں۔ جو اس بات کا پیش خیمہ ہے۔ کہ یہ دونوں آیات بھی اصلی متن سے علیحدہ ہیں۔ اور تھوڑے سے عرصہ کے گذرنے کے بعد یہ آیات بھی حرف غلط کی

طرح مٹ جائینگی کیونکہ پہلے یہ اصلی متن میں شمار ہُوا کرتی تھیں - اب متن سے علیحدہ حاشیہ ہُوا - پھر حاشیہ کے بعد بالکل صفایا -

وہ الفاظ جو پہلے متن اور آجکل حاشیہ خیال کیئے جاتے ہیں - انجیل یوحنا کے باب ۴ کے یہ ہیں -

ع ۲ حالانکہ یسوع آپ نہیں - بلکہ اس کے شاگرد بپتسمہ دیتے تھے - ع ۹ کیونکہ یہودی سامریوں سے صحبت نہیں رکھتے تھے - یہی ہردو فقرات آجکل متن سے حاشیہ بن گئے -

ع ۳ روم $\frac{9}{5}$ میں ایک فقرہ ہے - اور جسم کی نسبت مسیح بھی انہیں میں سے ہُوا - جو سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہے - یہ دلیل اہل تثلیث دربارہ الُوہیت مسیح پیش کرتے تھے -

سب سے پہلے ہم ناظرین کرام کی توجہ ریوائزڈ ورشن کی طرف منعطف کراتے ہیں - اس نسخہ کے مطابق بقول مستند تثلیثی علماء کے اس آیت کا لفظی اُردو ترجمہ مع علامات بنکچو ایشن کے یہ ہے -

انہیں کے باپ دادے ہیں - اور انہیں میں کا مسیح ہے از روئے جسم کے جو سب کے اوپر ہے خدائے مبارک ہمیشہ کے لیئے - آمین

اب مسیحی صاحبان کی زبردستی دیکھو - باوجودیکہ قدیم ترین نسخوں کے علاوہ - قدیم و مشہور نسخہ کودکس افرائمی جس میں فقرات بذریعہ علامات کے جدا کیئے گئے ہیں - اسی مذکورہ ترجمہ کے مطابق لفظ جسم سے جدا کر کے خدا باپ کا جدا جملہ حمدیہ بنایا ہے - مگر اہل تثلیث پھر بھی تحریف فرما کر اور طرح لکھکر الُوہیت مسیح کے حامی بنتے ہیں - اور کسی کی کچھ نہیں سنتے - اسپر بھی طرفہ یہ کہ سنہ ۱۸۸۵ء کے تراجم میں تو یہ الفاظ تھے - جو ہم شروع پیریگراف ع ۳ میں لکھ چکے - مگر جب یونیٹیرین عیسائی محققین نے ثابت کردیا - کہ لفظ مبارک کے واسطے کئی الفاظ اول ευλογητος دوسرا μακαριος وغیرہ آتے ہیں - اور اس جگہ یعنی روم $\frac{9}{5}$ میں وہ لفظ جو صرف خدا کے واسطے آتا ہے - یعنی ευλογητος ہے - جو انجیل میں بجز خدا کے کسی دوسرے کے واسطے کبھی استعمال نہیں ہُوا - یہ لفظ مسیح کے واسطے کبھی نہیں آیا - چنانچہ شروع میں ہی رسول پولوس نے روم $\frac{1}{25}$ اور قرع ۲ $\frac{11}{31}$ وغیرہ میں خدا کیواسطے استعمال کیا ہے - اور دوسرا لفظ عام ہے - جیسے متی $\frac{24}{34}$ وغیرہ مقامات میں یہ لفظ عوام کے واسطے آیا ہے - اب اہل تثلیث نے پہلے تو اس لفظ کا ترجمہ مبارک ہی لکھا تھا - مگر آجکل کے نئے اُردو تراجم میں تبدیلی سے جو کام لیا گیا ہے - اس کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے

آجکل کے ترجموں میں اس آیت کا ترجمہ یہ لکھا جاتا ہے۔

اور قوم کے بزرگ انہیں کے ہوئے ہیں۔ اور جسم کے رُو سے مسیح بھی انہی سے ہُوا جو سب کے اوپر اور ابد تک خدائے محمود ہے۔ آمین۔

اے منصف مزاجو۔ غور کرو۔ یہ کیسی بڑی تبدیلی ہے۔ جو نئے عہد نامہ میں کی گئی۔ اور اس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اب صاف الفاظ سے حضرت مسیحؑ کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے۔ اصلی متن کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے اور پہلے ترجمے کو غلط قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ معتبر علمائے اہل تثلیث یعنی اوریجن۔ یوسبیس اردّ ماء سیلس متقدمین میں سے اور موخرین میں سے مشہورِ عالم شہرہ آفاق ٹینشڈارف اور ٹیلیکبن وغیرہ اسی طرح جس طرح نسخہ کودکس افرائمی میں ترجمہ ہُوا ہے۔ تسلیم کرتے ہیں۔ ۱۸۸۵ء کے تراجم میں تو محولہ بالا الفاظ غیر مشتبہ رنگ میں الوہیت مسیحؑ کی شہادت دیتے تھے۔ مگر آجکل صریح تغیر کر کے صریح الفاظ میں الوہیت مسیح کا ثبوت مہیا کیا گیا ہے۔

۴۔ اہل تثلیث فی الفور کہدیا کرتے ہیں۔ کہ ہم کسی خاص مترجم کے ترجمہ کے پابند نہیں ہو سکتے۔ جو ترجمہ افضل ہو گا۔ اسی کو پسند فرماوینگے۔ لیکن اگر اہل تثلیث صرف چند منٹوں کے واسطے اسی بات پر قائم رہیں۔ تو بھی چشم ما روشن دل ماشاد انجیل متی کے مقام ۱۹/۱۷ میں اس ترجمہ کے جو ۱۸۸۵ء میں ہُوا تھا۔ یہ الفاظ ہیں۔ "اور دیکھو ایک نے آکے اس پاس کہا۔ اے نیک اُستاد۔ مَیں کونسا نیک کام کروں۔ جو ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اس نے اس سے کہا۔ تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے۔ نیک تو کوئی نہیں۔ مگر ایک یعنی خدا۔"

مگر آجکل کے تراجم میں ایک تبدیلی کی گئی ہے۔ چنانچہ آجکل متی ۱۹/۱۷ میں بجائے مذکورۃ الصدر الفاظ کے یہ الفاظ درج کیئے گئے ہیں۔ "تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اس نے اس سے کہا۔ تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے۔ نیک تو ایک ہی ہے۔"

ناظرین آپ خود مقابلہ کریں۔ اور اہل تثلیث کی زیادتی پر غور فرماویں۔ کہ کتنی بڑی تبدیلی ہے اور اس تبدیلی کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ جب محققین نے لوگوں کو بتلا دیا۔ کہ حضرت مسیحؑ از روئے موجودہ اناجیل کے نیکی سے انکار کرتے۔ اور اپنے آپ کو نیک کہلوانا پسند نہیں کرتے۔ تو اہل تثلیث نے جھٹ ترجمہ تبدیل کر دیا اور جب مسیحی لوگوں نے داویلا شروع کیا۔ کہ کیوں آئے دن نئے نئے

ترجمے لکھے جاتے ہیں۔ تو جھٹ پادریصاحبان نے فرمادیا۔ کہ اس ترجمے کو ٹینڈرڈ ارف جیسی شہرہ آفاق نے قبول کیا ہے۔ لہذا یہی درست ترجمہ ہے۔ اور قابل پسند ہے۔ لیکن جب تیز طبع لوگوں نے ساتھ ہی بتلادیا۔ کہ روم ۹/۵ اور کئی دیگر آیات میں کیوں ٹینڈرڈ ارف کے قبول کردہ ترجموں سے دیدہ دانستہ انحراف کیا جاتا ہے۔ تو یہ لوگ دم بخود ہو گئے۔

آخر میں ہم مسیحی صاحبان سے دریافت کرتے ہیں کہ موجودہ تراجم میں یہ تبدیلی حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعتراض کے بعد کی گئی ہے یا پہلے ؟ ۔

(عبد الخالق نومسلم

آہ! عبد الحی

اِنّا للہ و انّا الیہ راجعون

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ۔ روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

ناظرین! عزرائیل کا زبردست ہاتھ جسے حضرت احدیت نے اپنی واحدانیت کے اظہار کی خاطر کل من علیھا فان وکل نفسٍ ذائقۃ الموت کے احکام سے مضبوط کر رکھا ہے اور جو حکم آسمانی کی تعمیل کرتے وقت عمر۔ وجاہت عزت۔ حسن۔ دولت۔ رسوخ نیکی و تقویٰ وغیرہ اوصاف کا پاس کرکے ایک آن کے لئے بھی اجل مقدر میں تقدیم و تاخیر نہیں کرتا ہاں وہ ہاتھ جس نے اولوالعزم انبیاءؑ مثل موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور پھر سرور انبیاءؑ حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے بروز سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے سے وجودوں کی ارواح کو باوجود احترام و عزت حکم ایزدی کے ماتحت قبض کیا وہی آہ وہی ہاتھ گیارہ ماہ نومبر کو عصر کے وقت ہمارے درمیان سے ایک عزیز وجود۔ اللہ تعالیٰ کی ایک آیت۔ مسیح موعودؑ کے نشان خلیفۃ المسیحؑ حضرت مولانا مولوی نور الدینؓ مرحوم کے پیارے لخت جگر کو ہمیشہ کیلئے جدا کرکے لے گیا۔

اِنّا للہ و انّا الیہ راجعون

عزیز مرحوم قریباً ۲۱ یوم بخار سے علیل رہے۔ تیمارداری میں تمام مناسب کوششوں سے کام لیا گیا لاہور سے معقول فیس دیکر ڈاکٹر بلایا۔ بتدیل مکان کرکے مسجد مبارک کی چھت کے ساتھ والے کمرے میں لے گئے مگر پیغام اجل آیا۔ اور عزیز مرحوم نے عین آغاز شباب میں جبکہ آپ کی

عمر کا سترھواں سال قریب الاختتام تھا داعیِ اجل کو لبیک کہا۔

جس سرعت کے ساتھ عبدالحی مرحوم نے علم میں دین میں اور اخلاق میں ترقی کی تھی اور جس طرح حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات کے بعد اُنہوں نے اپنے مزاج میں ایک نمایاں تبدیلی و تغیر پیدا کیا تھا وہ ہر ایک نوجوان کے لیئے قابل رشک ہے اور غیر مبایعین کے فتنہ و امتحان کے وقت آپ نے جو استقلال و ثابت قدمی دکھائی اور اظہار حق میں جس جرأت و دلیری سے کام لیا وہ اس نوعمر مگر پختہ مغز جوان کا ہی خاصہ تھا۔

عزیز مغفور ففتھ ہائی کے طالبعلم تھے طلباء میں اپنی وجاہت اور اپنی قابلیت کے لحاظ سے خاص طور پر ممتاز تھے۔ گذشتہ ستمبر میں جب قاضی عبداللہ صاحب۔ بی۔ اے۔ بی ٹی مبلغ اسلام کو بتقریب سفر لندن ہائی سکول کی طرف سے دعوت کی گئی تو عزیز مرحوم نے طلباء کے قائم مقام کی حیثیت سے ایک تقریر کی جس کا ایک فقرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہے آپ نے فرمایا "قاضی صاحب! زندگی کا اعتبار نہیں خدا معلوم آپکے آنے تک کون زندہ رہے اور کون مر چکے" آہ۔ کون جانتا تھا کہ یہ نوعمر نونہال خود اس دار فانی سے کوچ کر جائیگا۔ کس کو معلوم تھا کہ عبدالحی اس طرح آناً فاناً داغ مفارقت دے جائینگے۔ صاحبزادہ مرحوم کو اپنے مقدس باپ کی طرح اہل بیت مسیح موعودؑ سے وہ اُنس تھا کہ دوران علالت میں صاحبزادہ مرحوم کو جس بات نے تسلّی بخشی اور جو بات آپکے لیئے موجب اطمینان وہ اُنکے اپنے الفاظ میں یہ تھی کہ "حضرت میاں صاحب اور بیوی صاحبہ کا میرے پاس موجود رہنا مجھے تسلّی بخشتا ہے" مکرمہ والدہ عبدالحی نے جس استقلال و صبر کا نمونہ دکھایا وہ بھی کچھ کم قابل تقلید و تعریف نہیں جب عزیز کا انتقال ہوا تو آپ نے عزیز کی لاش کو مخاطب کر کے فرمایا "بیٹا خدا کے حوالے حضرت صاحب اور اپنے ابا کو ہمارا السلام علیکم کہنا"۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ عبدالحی کو اپنے پاس بلائے اور اس صدمہ جانکاہ میں ہمارا فرض ہے کہ سیدنا حضرت خلافت مآب سلمہ الرحمان۔ مولنا سیّد سرور شاہ صاحب اور والدہ عبدالحی کے ساتھ اظہار ہمدردی کریں اور تسلّی قلب کے لیئے حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے وہ جام سکینت بخش پیش کریں جو قدرے تغیر سے مفصلہ ذیل صورت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

برس تھے سولہ و کچھ مہینے کہ جب خدا نے اُسے بلایا ٭ بلانیوالا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۵ء۔ دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

صیغہ تعلیم

آمد: فیس مدرسہ	چندہ	عطیہ فنڈ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	متفرق	صنعتی	[illegible]	میزان	[illegible]	[illegible]	خرچ: [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	وظائف	صنعتی	[illegible]	انتظامی	[illegible]	[illegible]	میزان خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مدرسہ احمدیہ — مساکین

مدرسہ احمدیہ آمد: چندہ	امداد [illegible]	[illegible]	وظائف	متفرق	میزان	[illegible]	فاضل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان خرچ	فاضل	مساکین آمد: چندہ	[illegible]	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	متفرقات	[illegible]	میزان خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اشاعت اسلام — زکوٰۃ

اشاعت اسلام آمد: اعانت	انگریزی	اردو	[illegible]	متفرق	[illegible]	اشتہارات	میزان	[illegible]	[illegible]	خرچ: عملہ	انگریزی	اردو	[illegible]	انگریزی	[illegible]	[illegible]	میزان خرچ	باقی	زکوٰۃ آمد: چندہ	[illegible]	میزان	خرچ: [illegible]	انتظامی	میزان خرچ	باقی	مستقل فنڈ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بیت المال — یتامیٰ

بیت المال آمد: [illegible]	متفرق	میزان	[illegible]	فاضل	[illegible]	خرچ: [illegible]	وظائف	[illegible]	[illegible]	انتظامی	اخراجات تعمیر	شفاخانہ	میزان	فاضل	یتامیٰ آمد: چندہ	امداد [illegible]	میزان	[illegible]	خرچ: [illegible]	[illegible]	وظائف	انتظامی	میزان	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مقبرہ بہشتی — آمد — خرچ

امانت اندرونی

تعمیر — آمد — خرچ

بورڈران ہائی — آمد — خرچ

متفرقات — آمد — خرچ

بورڈران احمدیہ — آمد — خرچ

[illegible]

تفصیل بقایا صیغہ جات یکم اکتوبر سنہ ۱۹۱۵ء

تعلیم	۱۱	۶	۸۵۵۱
اشاعت	۶	۲	۲۲۷۴
مساکین	۲	۸	۹۳۳
زکوٰۃ	۱۰	۴	۲۱۰۳
مقبرہ	۷	۲	۸۴۷۱
بورڈران ہائی	۶	۴	۷۱۷
؍؍ احمدیہ	۹	۱۳	۱۴۰
امانت اندرونی	۹	۱۴	۶۸۱۵
؍؍ بیرونی	۹	۱۲	۶۹
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۴
میزان	۳	۹	۳۳۹۹۱
منہائی فاضل	۹	۹	۲۹۵۶۱
باقی	۶	۱۵	۴۴۲۹
منہائی پیشگی	۹	۱۵	۴۴۱۲
باقی زردابین	۹	۱۵	۱۶

تفصیل پیشگی صیغہ جات

تعلیم	۰	۱۴	۲۰۲۰
بیت المال	۹	۱	۶۸۹
اشاعت	۰	۰	۳۵۰
مدرسہ احمدیہ	۰	۰	۶۰۰
مقبرہ	۰	۰	۲۸۸
متفرقات	۰	۰	۴۶۵
میزان	۹	۱۵	۴۴۱۲

فاضل صیغہ جات یکم اکتوبر ۱۵ء

مدرسہ احمدیہ	۳	۸	۵۱۶۴
بیت المال	۹	۷	۱۶۶۱۹
تعمیر	۸	۷	۲۳۸۴
متفرقات	۶	۵	۳۷۲۳
یتامیٰ	۷	۱۲	۱۶۶۹
میزان فاضل	۹	۱۵	۲۹۵۶۲
	۹	۹	۲۹۵۶۱

محاسب — خلیفہ رشید الدین

ناظر — محمد اشرف

منارۃ المسیحؑ

کی طیاری کا کام خدا کے فضل و کرم سے شروع ہو گیا ہے۔ اور حضرت فضل عمرؓ کا منشاء یہ ہے۔ کہ اب اس کام کی تکمیل کیجاوے۔ اسکے واسطے چار ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ احباب کو یاد ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارادہ تھا۔ کہ جو صاحب ایک سو روپیہ اس کار ثواب کے واسطے دینگے۔ ان کا نام منارہ پر لکھوا دیا جاویگا۔ سو انشاء اللہ تعالےٰ اس کی تعمیل کیجاوے گی۔ لہٰذا عام طور پر احباب میں تحریک کی جاتی ہے۔ کہ چار ہزار روپیہ کی رقم کو قبل جلسہ سالانہ پورا کردیں۔ تاکہ جلسہ سالانہ کے وقت احباب کی تشریف آوری پر منارہ تکمیل پر ہو۔ پس احباب اس کا چندہ حضرت خلیفۃ المسیحؑ خلیفہ ثانی فضل عمرؓ کے حضور میں بھیجکر ثواب دارین حاصل فرماویں۔ والسلام

بحکم حضرت صاحب

خاکسار خلیفہ رشید الدین

اعلان:۔ قاعدہ یسرنا القرآن کی طرز پر پہلے تین پاروں سی نہایت عمدہ لکھائی چھپائی اور کاغذ کا پارہ چہارم و پنجم بھی چھپ کر طیار ہو گیا ہے۔ قیمت فی پارہ ۱ر ہے۔
مرقات الیقین فی حیوٰۃ نورالدینؓ ۸ر اور مجموعہ فتاویٰ احمدیہ عہ ر دفتر میگزین سے مل سکتے ہیں۔
منیجر ریویو قادیان

ڈاکٹر کی ہدایت

ہر ایک قسم کے بخار کیلئے باٹلی والا کا بخار کا عرق اور گولیاں استعمال کرنی چاہئیں قیمت عہ ر باٹلی والا کی مقوی گولیاں۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ دق کے ابتدائی عوارض اور بدہضمی کے لیئے بہت مفید ہیں قیمت عہ ر باٹلی والا کا دانتوں کا منجن نہایت مفید قیمت ۴ر باٹلی والا کا داد کا مرہم جو پھوڑے پھنسیوں کے لیئے مفید ہے۔ قیمت ۴ر

تمام بڑے بڑے دوا فروشوں سے یا ذیل کے پتہ سے مل سکتی ہیں۔

Dr H. D. Batle wala and sons. Dorli. Bombay.

Reg. No. L 303
Digitized by Khilafat Library

لال شربت قیمت فی شیشی بارہ آنہ (۱۲؍) محصول ڈاک ۴؍

دیکھئے

جنابہ عباسی بیگم صاحبہ اور جنابہ ش م صاحبہ کے سوال و جواب

سوال تہذیب نسواں مورخہ ۵۔ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء

پیاری اڈیٹر صاحبہ تسلیم۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کا لال شربت جس کا اشتہار بہت سے اخباروں میں دیا گیا ہے۔ کیا درحقیقت وہ ایسی ہی تعریف کا مستحق ہے۔ جو اخباروں میں ہوا کرتی ہے۔ اگر اخباری بہنوں میں سے کسی نے اپنے پیارے بچوں کے لیئے منگوا کر اس کا تجربہ کیا ہے۔ اور درحقیقت ایسا ہی نکلا۔ تو مجھے مطلع کریں۔ میں ممنون و مشکور ہوں گی۔

جواب تہذیب نسواں مورخہ ۱۲۔ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء

پیاری بہن عباسی بیگم صاحبہ۔ تسلیم۔ کل کے پرچہ اخبار تہذیب سے آپکا استفسار معلوم ہوا۔ گو اشتہاری دنیا میں قدم رکھنے اور اشتہاری ادویات کے استعمال کرنے سے میں بھی سخت متنفر تھی۔ اور میں ہمیشہ سے انکو نقصان مال اور صحت کا زوال بر عکس نہند نام زنگی کا فور خیال کیا کرتی تھی۔ مگر اس لال شربت نے واقعی لال رنگ کر کے لال و لال کر دیا۔ میں آپ بیتی سناتی ہوں۔ جو تازہ تجربہ اور حال کا شاہد ہے۔ برخورداری نجم النساء بیگم جس کی عمر اب پونے دو سال کی ہے عرصہ تین ماہ سے نصیب اعدا ایسی لاغر ہوتی گئی۔ کہ کوئی اسکے دشمنوں کو اثر فلش۔ اور پروالیو کا سایہ اور کوئی سوکھا بتانے لگیں۔ پرانے خیالات کی بزرگواروں نے گنڈہ تعویذ حاضرات میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا بعض ضعیف الاعتقاد بہنیں اس معصوم بچی کے سایہ سے حذر کرنے لگیں۔ میں چونکہ بھوت پریت کی قائل گنڈے تعویذ کی معتقد نہ کبھی ہوئی اور نہ ہوں۔ آخر کار ڈاکٹر ایس کے برمن صاحب کا یہ لال شربت مایوسی میں استعمال کرایا۔ جسکے فوری اثر نے دن بدن اثر کا نمایاں کرشمہ دکھایا۔ بفضل الٰہی اب عزیزہ اپنی پوری طاقت اور اصلی حالت پر تین ہفتے ہی کے استعمال سے پہنچ گئی۔ گویا میں نے برمن صاحب کا شربت بھوت پریت۔ سایہ۔ پرچھاواں کے دور کرنیکے لیئے مجرب تعویذ اور سوکھے کے لیئے سریع التاثیر نسخہ ہے۔ میں نے قصد مصمم کر لیا ہے کہ متواتر بارہ سال تک بلا ناغہ شربت استعمال کراؤنگی۔ اس لیئے اپنی مکرم بہن کی پریشانیوں کے دور کرنے کیلیئے ترغیب دیتی ہوں۔ کہ وہ بھی برخورداری عطیہ بیگم کو کم از کم دو شیشیاں ضرور پلائیں اور قدرت الٰہی مشاہدہ کرائیں اور نتیجے سے اطلاع بخشیں۔

ڈاکٹر۔ ایس۔ کے۔ برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

مطبع میگزین قادیان میں منشی محمد نصیب پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے چھپکر صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور کیلئے شائع ہوا